رباعی۔سوز۔سلام

مرتبہ: سید محمد علی نقوی

Email: izharnaqvi@gmail.com

برائے ایصالِ ثواب

سید الطاف حسین نقوی ابن امیر حسین نقوی، امام النساء بنت رحمت علی، سید تیغ علی رضوی ابن سیف علی رضوی، سید ابرار حسین نقوی ابن سید الطاف حسین نقوی، کنیز فاطمہ بنت سید تیغ علی رضوی، سیدہ نثار فاطمہ بنت سید ابرار حسین نقوی، سید اشفاق حسین نقوی ابن سید ابرار حسین نقوی، سید برکت حسین رضوی ابن محمد رضا رضوی، سید آفتاب حیدر زیدی ابن سید زاہد حسین، تہور علی ابن تیغ علی، حیدر اشرف ابن تہور علی، صفدر اشرف ابن تہور علی، اصغر اشرف ابن تہور علی، اشرف النساء، قمر النساء، سید طاہر حسین رضوی ابن ظفر حسین رضوی، اعجاز حسین ابن اقبال حسین، اقبال حسین ابن الطاف حسین، اختر عباس رضوی، سید ضیغم عباس رضوی، سید علمدار حسین زیدی، عذرہ بنت شاکر حسین، کلثوم بانو بنت تیغ علی، شہر بانو بنتِ تیغ علی، قمر النساء بنت الطاف حسین، سید آل نبی کاظمی ابن سید شمشاد علی کاظمی، بہار فاطمہ بنت زوار حسین، سیدہ شمیم فاطمہ بنت سید آلِ نبی کاظمی، سید آل احمد کاظمی ابن سید آل نبی کاظمی، بنی بنت کامدار خان، زاہدہ بنت مومن علی، ہاشمی بنت شمشاد علی، سید بشارت حسین بلگرامی ابن سید زوار حسین، سیدہ انیس فاطمہ، وزارت حسین بلگرامی، بنی فاطمہ، سید زوار حسین ابن ضمیر الحسن، ساجدہ بانو بنت محمد عسکری، صادق حسین ابن مرتضیٰ حسین، زاہدہ بنت مومن علی، اختری بنت نثار حسین، بابو بھائی، سعید کاظمی، علامہ رشید ترابی، علامہ طالب جوہری، میر انیس، مرزا دبیر، علامہ عرفان حیدر عابدی، محسن نقوی شہید، سید ابوالحسن بلگرامی، سیدہ شان فاطمہ، مسلم بلگرامی، سوزخواں حسن عابد جعفری، سوزخواں عظیم المحسن، ابن حسن کربلائی، سید انتظار حسین جعفری، مطلوب حسین (منے سالار)، سید امداد حیدر نقوی، سیدہ خاتون، سیدہ نایاب بانو، سید انصار حسین نقوی، سبطِ حسن کاظمی، نفیس فاطمہ، تسنیم کوثر، سید حسن حیدر کاظمی، الحاج ناصر عباس بنگش، حبیب رضی جعفری، قیصر حسین زیدی، حکیم مسلم عباس، حسن عسکری وکل مومنین و مومنات، محبان اہلبیتؑ و شیعان حیدر کرار

ولا جو آل سے رکھے تو بوزری ہوجائے
نجف کو جائے جو زائر تو قنبری ہوجائے
پھرے جو گردِ زجہ خانہء ولیء خدا
تو پھر یقیں ہے کہ حاجی بھی حیدری ہوجائے

جو روضے میں باریاب ہوجاتا ہے
وہ اوج میں لاجواب ہو جاتا ہے
جلتا ہے جو شب کو قبرِ حیدرؑ پہ چراغ
وہ صبح کو آفتاب ہو جاتا ہے

جسے حق حیدرِ کرارؑ کردے
وصیء احمدِؐ مختار کردے
وہ کیا چاہے خلافت اور حکومت
خدا بننے سے جو انکار کردے

شمر نے شہؑ سے کہا کوئی یاور ساتھ ہے
عاشقِ حق نے کہا روحِ پیمبرؐ ساتھ ہے
جو تجھے کرنا ہو کرلے سجدے میں جاتا ہوں میں
گو نہیں اکبر مگر اللہ و اکبر ساتھ ہے

میری زباں پہ جسدم علیؑ کا نام آیا
محمدِؐ عربی کا مجھے سلام آیا
علیؑ کا نام ہی اعظم وہ اسمِ اعظم ہے
کہ جس نے انکو پکارا اُسی کے کام آیا

رشتہ غمِ سرورؑ سے لگا رکھا ہے
جز پنجتنِ پاکؑ کیا رکھا ہے
ہم مرگئے ہوتے غمِ سرورؑ کی قسم
اس مجلس و ماتم نے جلا رکھا ہے

کیا خوب علیؑ کی زندگانی گزری
ہر ساعت عبادت میں سہانی گزری
سجادہء طاعت پہ رہے پیری میں
میدانِ شجاعت میں جوانی گزری

امتحانِ عاشقی میں کیف پاتے ہیں حسینؑ
انتہائی مشکلوں میں مسکراتے ہیں حسینؑ
لا فتیٰ الاّ علیؑ لا سیف الاّ ذوالفقار
پڑھتے جاتے ہیں فرشتے بڑھتے جاتے ہیں حسینؑ

اللہ و محمدؐ کا ولی کہتا ہوں
آغوشِ اجل میں مسکرانے والے

شمعِ حرمِ لم یزلی کہتا ہوں
ملت کے لئے جان لڑانے والے

لیکن راتوں کو دل کی تسکیں کیلئے
سو چین کی نیند اے حسینؑ مظلوم

چپکے چپکے علیؑ علیؑ کہتا ہوں
اسلام کو سوتے سے جگانے والے

نجوم لاکھ ملے آفتاب مل نہ سکا
حسینؑ وہ ہے جو کونین میں سما نہ سکے

کوئی بھی ہم لقبِ بوتراب مل نہ سکا
وہ سر حسینؑ کا ہے جو کوئی جھکا نہ سکے

ہر ایک بزم میں ڈھونڈا چراغِ دل لیکر
اٹھائے گا کوئی کیا سر حسینؑ کے آگے

خدا گواہ علیؑ کا جواب مل نہ سکا
رسولِؐ پاک تو سجدے سے سر اٹھا نہ سکے

میرا مقام نہیں میں بے مقام ہوں
رنگ کردار پہ ماحول کا چھانے نہ دیا

میں بارہویں امامؑ کا ادنیٰ غلام ہوں
نور نے کھینچ لیا نار میں جانے نہ دیا

جنت کا شوق ہے نہ جہنم کا خوف ہے
حرؑ وہ ٹوٹا ہوا شیشہ تھا جسے سرورؑ نے

میں ذاکرِ حسین علیہ السلام ہوں
ایسا جوڑا کہ کوئی بال بھی آنے نہ دیا

میرے سرکار یہ تاخیر جو فرماتے ہیں
آغوشِ لحد میں جبکہ سونا ہوگا

منتظر آپکے بے چین ہوئے جاتے ہیں
جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا

آپ اپنے جدِ امجد کی طرف غور کریں
تنہائی میں آہ کون ہووے گا انیسؔ

وہ تو آواز کے سنتے ہی چلے آتے ہیں
ہم ہوئینگے اور قبر کا کونا ہوگا

سردارِ جوانانِ جناں ہیں حسنینؑ
سمجھے گا وہ اس رمز کو جو عاقل ہے

فرزندِ رسولِ دوجہاں ہیں حسنینؑ
آساں نہیں یہ مرحلہ مشکل ہے

یک نور دو چشمہ ہیں علیؑ و زہراؑ
میں قابلِ دوزخ ہوں گناہوں سے مگر

وللہ کہ ایماں کی جاں ہیں حسنینؑ
دوزخ نے کیا کیا جو میرے قابل ہے

ضربتِ عباسؑ میں ہے ضربتِ حیدرؑ کا رنگ
چلا تھا کفر مٹانے پیمبری کے چراغ

اُڑ رہا ہے کربلا کے مرحب و عنتر کا رنگ
مگر حسینؑ نے گل کردیئے اُسی کے چراغ

ہے علمدارِ حسینی ہاتھ کو روکے ہوئے
اندھیروں آؤ میرے گھر سے روشنی لے لو

آنہ جائے کربلا کی جنگ پہ خیبر کا رنگ
جلائے بیٹھا ہوں غازی کی حاضری کے چراغ

قطرے کو رھینِ بحرِ مواج نہ کر
ایماں کی زیب و زین کہنا ہی پڑا

شرمندہء تخت و دولت و تاج نہ کر
اسلام کے دل کا چین کہنا ہی پڑا

یارب قسمِ دستِ یداللہ تجھے
دنیا نے بہت کلمہء حق ضبط کیا

اک ہاتھ کو اک ہاتھ کا محتاج نہ کر
پھر چیخ کے یا حسینؑ کہنا ہی پڑا

کام آئیگی تربت میں ولائے حیدرؑ
یارب میرے مرنے کو فسانہ کردے

لیجائیگی جنت میں ثنائے حیدرؑ
سمتِ شہِ مظلومؑ روانہ کردے

بولیں گے نکیرین بچھادے آنکھیں
حسرت ہے کہ ہوں دفن تہہ خاکِ شفا

لینے تجھے ساتھ اپنے وہ آئے حیدرؑ
مٹی میری تسبیح کا دانہ کردے

چھوٹی سی لحد زمیں بناتے ہیں حسینؑ
لاشہ علی اصغرؑ کا چھپاتے ہیں حسینؑ
بانوؑ نہ نکل آئے کہیں مقتل میں
خیمے کی طرف دیکھتے جاتے ہیں حسینؑ

مدحِ حیدرؑ نہ کروں قائلِ قرآں ہوکر
کیوں میں کعبے سے پھر جاؤں مسلماں ہوکر
انکا وعدہ ہے کہ ہم قبر میں آئینگے ضرور
کیوں نہ مرجاؤں میں اس وعدے کے قرباں ہوکر

انساں ہیں مگر صبرورضا والے ہیں حسینؑ
بندے ہیں مگر خاص خدا والے ہیں حسینؑ
جنت آئیگی پیشوائی کے لئے
معلوم نہیں یہ کربلا والے ہیں حسینؑ

دنیا سے اٹھا لیکے جو نامِ حیدرؑ
کوثر کو چلا برِ سلامِ حیدرؑ
عصیاں ہوئے سدِراہ تو رضواں نے کہا
آنے دو اسے یہ ہے غلامِ حیدرؑ

ہوئی قبول اقامت قیام سے پہلے
نمازیں عرش پر پہنچی سلام سے پہلے
بڑے ہی دانا تھے ذبحِ حسینؑ کے دانے
گئے بہشتِ بریں میں امامؑ سے پہلے

ہر چشم سے اشکوں کی روانی ہوجائے
مقبول میری مرثیہ خوانی ہو جائے
پہلے باری سے ہوں دو آنسو جاری
ساون کی گھٹا شرم سے پانی ہوجائے

عباسؑ کی نگاہ میں کیا فوجِ شام ہے
عباسؑ مرتضیٰؑ کی تمنا کا نام ہے
بارہ امام مذہبِ اسلام میں ہوئے
یہ مذہبِ وفا کا اکیلا امام ہے

فطرت نے جو اشکوں میں مزہ رکھا ہے
منسوب اسے شاہِ شہدا رکھا ہے
دنیا غمِ شبیرؑ کو سوچے سمجھے
ہم نے تو کلیجے سے لگا رکھا ہے

ہوگئے بے نیاز ہم سب سے
خادمِ پنجتن ہوئے جب سے
یہ وسیلہ عجب وسیلہ ہے
ہاتھ پکڑا ملا دیا رب سے

جب آئے حرم شام سے کرتے ہوئے فریاد
مقتل میں ہوئی سینہ زنی حد سے زیاد
قبرِ شہداؑ پہ جس گھڑی دفن کے بعد
پانی چھڑکا تو خوب روئے سجادؑ

علیؑ کو فاتحِ بدر و حنین کہتے ہیں
اور حسنؑ کو نورِ شہِ مشرقین کہتے ہیں
وفا کی منزلِ آخر کا نام ہے عباسؑ
کمالِ صبر و رضا کو حسینؑ کہتے ہیں

حسینؑ عالمِ امکاں میں سرفراز ہے تُو
خدا کے بعد زمانے میں کارساز ہے تُو
یہ شک مٹا دیا ہم نے نیاز دے دے کر
کہیں سمجھ نہ لے دنیا کہ بے نیاز ہے تُو

یہ بات الگ ہے تجھے تسلیم نہیں ہے
دستورِ خدا میں کہیں ترمیم نہیں ہے
ہے نورِ خدا احمدؐ و حیدرؑ میں برابر
یہ حکمِ مساوات ہے تقسیم نہیں ہے

حضرتِ عباسؑ شاہِ لافتیٰ کے شیر ہیں
خندق و خیبر کے وہ یہ کربلا کے شیر ہیں
کیوں نہ ہوں ہر جنگ میں یہ مثلِ حیدرؑ فتحیاب
وہ خدا کے شیر یہ شیرِ خدا کے شیر ہیں

ماں کہتی تھی کیا ملال جھیلے ہونگے
بہنیں نہیں ہیں پاس کس سے کھیلے ہونگے
ہے رات اندھیری وہ ڈراؤنا جنگل
اصغرؑ مورے قبر میں اکیلے ہونگے

یوں کربلا میں ایک مسلمان آگیا
کچھ آیتیں لئے ہوئے قرآں آگیا
وہ آگئے حسینؑ ہتھیلی پہ سر لئے
اسلام جی اٹھا کہ نگہبان آگیا

سقائے حرم نے جو نہ پایا پانی
بہیں کتنے ہی اشک آنکھوں سے دریا ہو نہیں سکتا
غیرت سے تہہ خاک سمایا پانی
ہزاروں جلوے ہوں خالق کا جلوہ ہو نہیں سکتا
کیا عشق ہے کوثر پر سکینہؑ کے بغیر
علیؑ کے ماسوا انساں کوئی بھی ہو اے ماتھرؔ
عباسؑ نے منہ سے نہ لگایا پانی
خدا کے گھر میں مر سکتا ہے پیدا ہو نہیں سکتا

ہیں یہی سطوتِ باطل کے مٹانے والے
بغور سُن لے زمانہ حسینؑ ایسے تھے
کشتیء عظمتِ اسلام بچانے والے
بقا فنا کو بنایا حسینؑ ایسے تھے
کربلا آج بھی کردار کا آئینہ ہے
چھری کے نیچے وہ خالق سے پیار کی باتیں
ایسے ہوتے ہیں محمد ﷺ کے گرانے والے
اجل کو ہوگیا سکتہ حسینؑ ایسے تھے

کرار کا فرزند تھا کرار رہا
کچھ عجب شان سے مرضیء الٰہی لے لی
جرار کا دلبند تھا جرار رہا
دیں کے رہبر جو ہوئے دین پناہی لے لے
گھر میں پردیس میں اور تہہ خنجر بھی
سونے والے تیرے بیدار نصیبے کی قسم
جس بات سے انکار تھا انکار رہا
قبضہ بستر پہ کیا ساری خدائی لے لی

اس طرح طے منزلِ صبورضا زینبؑ نے کی
لاالہ تو پڑھ لیا اب لے مزہ تاثیر کا
امتِ جد کیلئے حق سے دعا زینبؑ نے کی
لاالہ کی تہہ کے نیچے خون ہے شبیرؑ کا
واقعہ میں کربلا کے رنگ دونوں نے بھرا
لاالہ کے پڑھنے والو لاالہ سے پوچھ لو
ابتدا شبیرؑ نے کی انتہا زینبؑ نے کی
لاالہ تو بچ گیا گھر لٹ گیا شبیرؑ کا

ہو سلام اُس پہ جو قیدی بھی ہے بیمار بھی ہے
امتحانِ عاشقی میں کیف پاتے ہیں حسینؑ

پاؤں میں آبلے ہیں آبلوں میں خار بھی ہے
انتہائی مشکلوں میں مسکراتے ہیں حسینؑ

کہتا تھا طوقِ گراں آیا میرے حصے میں
لافتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار

ورنہ اسِ فوج میں خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے
پڑھتے جاتے ہیں فرشتے بڑھتے جاتے ہیں حسینؑ

علیؑ جناب بھی بازوئے آنجناب بھی ہے
کوئی کیا جانے احترامِ علیؑ

خدا کا شیر بھی ہے اور بوتراب بھی ہے
کوئی سمجھا نہیں مقامِ علیؑ

صفوں کو جوڑنے والا علیؑ بوقت نماز
اسمِ اعظم کے ڈھونڈنے والو

اگر ہو جنگ تو پھر صف شکن خطاب بھی ہے
اسمِ اعظم فقط ہے نامِ علیؑ

نظر چراؤ تو دل اور دماغ جلتے ہیں
میں یہ نہیں کہتا کہ برابر تھے علیؑ

جنونِ عشق میں سینے کے داغ جلتے ہیں
پر احمدؐ مرسل کے برابر تھے علیؑ

ترابیوں نہ ڈرو قبر کے اندھیرے سے
معراج کی شب کھل گیا احوال تمام

تمہاری قبر میں چودہ چراغ جلتے ہیں
باہر تھے نبیؐ پردے کے اندر تھے علیؑ

عباسؑ کے لاشے پہ نبی ﷺ روئے ہیں
کہتے ہیں کہ اک ہُوک اٹھی قبرِ نبیؐ سے

بازو شہ والا کے لئے کھوئے ہیں
جب قبرِ نبیؐ پر یہ کہا جاکے کسی نے

احسانِ علمدارؑ نہ بھولیں گے شمیمؔ
اے شاہِ اممؐ شام کی راہوں میں کئی بار

ایک مشک سے لاکھوں کے گناہ دھوئے ہیں
مڑ مڑ کے پکارا ہے تمہیں بنتِ علیؑ نے

لحد ہو بند مگر حسرتِ دلی نکلے
صدا مزار سے یارب ولی ولی نکلے
فرشتے قبر میں پوچھیں جو رشتہ ء الفت
تو ہر ایک تارِ کفن سے علیؑ علیؑ نکلے

جب موت کا شیعوں کو پیام آتا ہے
تائید کو حیدرؑ سا امامؑ آتا ہے
اللہ رے یہ فرشِ عزائے شبیرؑ
اسِ پہ پسرِ فاطمہؑ کام آتا ہے

علیؑ کے لعل تھے شاہِ انام ہوجاتے
شریکِ آلِ نبی لا کلام ہوجاتے
وقارِ حضرتِ عباسؑ کم نہیں تھا قمر
پلاتیں دودھ جو زہراؑ امام ہوجاتے

اکبرؑ نے کہا دعائیں بابا پڑھنا
قرآں میرے لاشے پہ بہت سا پڑھنا
شاید کہ میرے لاشے پہ قاصد آجائے
تلقین کے بدلے خطِ صغراؑ پڑھنا

وفا کو ناز ہے جس پر اسے عباسؑ کہتے ہیں
لگے جو ثانیء حیدرؑ اسے عباسؑ کہتے ہیں
جو پتھر پر علم گاڑے اسے کہتے ہیں سب حیدرؑ
علم گاڑے جو پانی پر اسے عباسؑ کہتے ہیں

جب حُر کا گناہ شاہِ امم ؑ نے بخشا
قطرے کو شرف بحرِ کرم نے بخشا
گردوں سے ندا آئی کہ اے پیارے حسینؑ
بخشا جسے تُو نے اسے ہم نے بخشا

ایماں کی تصویر نظر آتی ہے
قرآن کی تفسیر نظر آتی ہے
اللہ تیرے گھر کی فضا اے زہراؑ
تطہیر ہی تطہیر نظر آتی ہے

چھوٹی سے لحد نمیں بناتے ہیں حسینؑ
لاشہ علی اصغرؑ کا چھپاتے ہیں حسینؑ
بانوؑ نہ نکل آئے مقتل میں
خیمے کی طرف دیکھتے جاتے ہیں حسینؑ

کبھی فلک سے کبھی عرش سے سلام آیا
جمے تھے ظلم و ستم کے مقابلے میں حسینؑ

کبھی شہادتِ عظمیٰ کا بھی پیام آیا
علیؑ کی مثل تھے حق کے معاملے میں حسینؑ

خدا تو کام ہی آتا ہے سارے بندوں کے
بلند تھے سرِ محفل نبیؐ کے ہاتھوں پر

حسینؑ بندہ وہ ہے جو خدا کے کام آیا
غدیرِ خم میں علیؑ اور مباہلے میں حسینؑ

جمالِ عشق و محبت کا آئینہ عباسؑ
ذکرِ رسولؐ فرض ہے نامِ خدا کے بعد

کمالِ عزم و عمل پیکرِ وفا عباسؑ
پڑھئے درود تزکرہء مصطفیٰؐ کے بعد

لبِ فرات وہ جوہر دکھادئے تُو نے
سبطِ نبیؐ کی طرح توقیر کیجئے

علیؑ کی روح پکاری کہ مرحبا عباسؑ
نامِ حسینؑ لیجئے صلِ علیٰ کے بعد

کیا مرتبہ سلطانِ حجازی کا ہے
احمد ﷺ کی محبت میں مزہ ملتا ہے

کیا عز و شرف امامِ غازی کا ہے
اور روزِ جزا اُسکا صلہ ملتا ہے

سجدے کا نشاں دیکھ کے سب کہتے تھے
کیا نامِ محمد ﷺ ہے پڑھو صلِ علیٰ

نیزے پہ یہ سر کسی نمازی کا ہے
اس نام کے لینے سے خدا ملتا ہے

دریا سے سکینہؑ کا جو سقی نکلا
کہاں سے لاؤں زباں مدحِ فاطمہؑ کیلئے

سقائی کا ارمان نہ اصلا نکلا
خدا پہ چھوڑدو اس بات کو خدا کیلئے

پانی میں ملا بہہ کر لہو تو کہا
یہ بات کافی ہے بس مدحِ فاطمہؑ کیلئے

دریا بھی میرے خون کا پیاسہ نکلا
حسینؑ دیدیا اسلام کی بقا کیلئے

میں تولّا سے عبادت کا بھرم رکھتا ہوں
دردِ دل سوزِ جگر دیدہء نم رکھتا ہوں
قوّتِ دل کیلیئے ذکر خدا سے پہلے
یاعلیؑ کہہ کے مصلے پہ قدم رکھتا ہوں

تیغِ حیدرؑ سے بچا کب کوئی خودسر باقی
امر باقی نہ کہیں مرحب و عنتر باقی
آمدِ بنتِ اسد کی ہے نشانی موجود
آج تک کہتی ہے دیوار کہ ہے در باقی

مجھے یہ ڈر ہے عقیدے جدا نہ ہوجائیں
خطائیں اہلِ خطا کی سوا نہ ہوجائیں
علیؑ کی ہُو بہو تصویر ہے علیؑ کا پسر
نصیریوں کے کہیں دو خدا نہ ہوجائیں

اوج پر نامِ حسینؑ ابنِ علیؑ بڑھتا گیا
حد ہے ہر شے کی مگر یہ حد سے بھی بڑھتا گیا
ماہِ نو گھٹ کر بڑھا بڑھکر گھٹا پھر بڑھ گیا
چاند زہراؑ کا بڑھا ایسا کہ پھر بڑھتا گیا

حق نے اپنے نور سے پہلے بنائے پنجتن
پھر زمیں پر صورتِ قرآن آئے پنجتن
جسطرح تطہیر میں یکجا ہوئے ہیں پانچ تن
اس طرح ذاتِ محمدﷺ میں سمائے پنجتن

اعزازِ مصطفیٰؐ میں شریعت کھڑی رہی
دروازہء بتولؑ پہ رحمت کھڑی رہی
دوشِ نبیؐ پہ سجدے میں آکر چڑھے حسینؑ
بیٹھے رہے حسینؑ عبادت کھڑی رہی

حیدرؑ کی عطا پہ ہل اتی ' شاھد ہے
شمشیر زنی پہ لافتیٰ شاھد ہے
کعبے کی ولادت کے محمدؐ ہیں گواہ
مسجد کی شہادت کا خدا شاھد ہے

فاطمہؑ کا مہہ لقا بزمِ شہادت کا چراغ
ہوگیا رخصت جلا کر بن میں وحدت کا چراغ
رہ گئی تنہا اندھیرے بن میں جب لاشِ حسینؑ
خودبخود گُل ہوگیا زہراؑ کی تربت کا چراغ

دردوالم کا مرکز احساس بن گئی
بے آس قافلے کیلئے آس بن گئی
دن ڈھل گیا تو شامِ غریباں کے ساتھ ہی
بیٹی علیؑ کی حضرتِ عباسؑ بن گئی

وہ نور جس کو شہِ مشرقین کہتے ہیں
اسی کو نورِ خدا نورِ عین کہتے ہیں
بکھر گیا تو یہی نور کائنات بنا
سمٹ گیا تو اسی کو حسینؑ کہتے ہیں

خدا کا حکم ہے کعبے میں در بنا جو چکے
فرشتہ دیکھ لے میہمان کا قدم نہ رکے
بلند ہو قدِ آدم سے اتنا دروازہ
بتوں کے سامنے بنتِ اسد کا سر نہ جھکے

ممتاز علیؑ کو ہر بشر سے پایا
مقام خدائے بہروبر سے پایا
پہلے ملے علیؑ خدا کے گھر سے
پھر خدا کو علیؑ کے گھر سے پایا

ذی حج میں غم و درد کی طغیانی ہے
عشرے کی طرح اس میں بھی ویرانی ہے
رو لو کہ محرم بھی قریب آیا
مسلمؑ کی نویں کو ہوئی قربانی ہے

رہ گئی دشت میں تنہا تو وطن یاد آیا
پانی دیکھا تو ہر اک تشنہ دھن یاد آیا
لیکے ہر چیز مدینے سے چلی تھی زینبؑ
لاش پر بھائی کے پہنچی تو کفن یاد آیا

دنیا مجھے ایسا کوئی معمار بتادے
بہتے ہوئے پانی پہ جو دیوار بنادے
اصغرؑ جو چلے رن کو تو زینبؑ نے دعا دی
اللہ تجھے حیدرِ کرارؑ بنادے

اکبرؑ نے جو گھر موت کا آباد کیا
صغراؑ کو دمِ نزع بہت یاد کیا
ہچکی جو اجل کی آئی تو اکبرؑ نے کہا
شاید میری صغراؑ نے مجھے یاد کیا

ہم کیا بتائیں آپکو کیسے حسینؑ ہیں
شانِ مظلومی وغربت کے دکھانے والے

خالق کو انِ پہ ناز ہے ایسے حسینؑ ہیں
کام بگڑے ہوئے خلقت کے بنانے والے

حق کی رضا میں دین پہ گھر کو کیا نثار
صفحہء دہر میں ابتک ہے تیرا نام حسینؑ

دنیا میں ایسا کون ہے جیسے حسینؑ ہیں
مٹ گئے خود تیری ہستی کے مٹانے والے

فرازِدار پہ میثمؒ بیاں دیتے ہیں
جسکی عینِ حرمِ حق میں ولادت ہوجائے

رہیگا ذکرِ علیؑ ہم زباں دیتے ہیں
کیوں نہ وہ قبلہء اربابِ ارادت ہوجائے

صفیں بناؤ محبو کہ دار پہ میثمؒ
اُسکی خود اپنی عبادت کی ادا کیا ہوگی

نمازِ عشقِ علیؑ کی اذاں دیتے ہیں
جسکے چہرے پہ نظر کرنا عبادت ہوجائے

بن ٹھن کے ہزار بار آئی دنیا
چمکتا ہے کہاں افلاک پہ مہرِ مبیں ایسا

پر چشمِ علیؑ میں نہ سمائی دنیا
کہاں ہوگا ولایت کی انگوٹھی میں نگیں ایسا

جتنا کہ اٹھایا درِ خیبر کو بلند
خدا محفوظ رکھے چشمِ بد سے حسُنِ حیدرؑ کو

نظروں سے اُسی قدر گرائی دنیا
بڑی مشکل سے پایا ہے نبیؐ نے جانشیں ایسا

کیا خوب علیؑ کی زندگانی گزری
خوشی سے سر کو کٹائے کوئی تو ہم جانیں

ہر ساعت عبادت میں سہانی گزری
خود اپنے گھر کو لٹائے کوئی تو ہم جانیں

سجادہء طاعت پہ رہے پیری میں
بشر جہان میں خدا بھی بنا نبی بھی بنا

میدانِ شجاعت میں جوانی گزری
حسینؑ بن کے دکھائے کوئی تو ہم جانیں

یہ بزمِ عزائے پسرِ زہراؑ ہے
بیٹھو با ادب یاں گزرِ زہراؑ ہے
رومال میں ہر اشک جمع کرتی ہیں
ہر چشم کے اوپر نظرِ زہراؑ ہے

مجھ سے بے زر کو اگر چاہیں تو حیدرؑ دیدیں
تاج سلطانی کا دیں تختِ سکندر دیدیں
اُنکے دینے کی ہے کیا حد وہ یداللہ ٹھرے
وہ اگر چاہیں تو اللہ کا سب گھر دیدیں

اپنی رحمت کو ذرا اور بھی وسعت دیدے
پرسشِ حشر سے پہلے مجھے جنت دیدے
تجھ کو منظور نہیں گر تو خطا میری معاف
مجھ کو اشکِ غمِ شبیرؑ کی قیمت دیدے

بازوئے شہنشائے اُمم آتا ہے
کس شان سے سقائے حرم آتا ہے
غل ہے یہ لعینوں میں کہ ہشیار رہو
عباسِ علیؑ لیکے علم آتا ہے

گیتی پہ فلک کا ماہ پارہ اترا
لیکر درِ حیدرؑ کا سہارا اترا
اللہ رے زہراؑ کی عبادت کا شرف
تسبیح بنانے کو ستارہ اترا

اصحاب نے پوچھا جو علیؑ کو دیکھا
معراج میں حضرت نے کسی کو دیکھا
کہنے لگے مسکرا کے محبوبِ خدا
وللہ جہاں دیکھا علیؑ کو دیکھا

ہر ایک وصف جو کہ رسولِ خدا میں ہے
وہ وصف بالیقین حسنِ مجتبیٰؑ میں ہے
غصے پہ ہے خدا کو بھی قابو انہیں بھی ہے
جو بات ہے خدا میں وہی ناخدا میں ہے

حق کے اوپر کربلا میں سر کٹاتے ہیں حسینؑ
اے مسلمانوں تمہیں جینا سکھاتے ہیں حسینؑ
حق و باطل کا ہوا یوں کربلا میں فیصلہ
قتل کرتا ہے یزید اور فتح پاتے ہیں حسینؑ

وہ نورِ حق رخِ مولا سے آشکارا ہے
کہ جس کے سامنے خورشید بھی ستارا ہے
قمر میں داغ ہے تسبیح اُس سے دوں کیونکر
یہ نور وہ ہے کہ قرآں بھی جسکا پارا ہے

گر معرفتِ حیدرِ ثانی ہوجائے
کچھ اور ہی اندازِ جوانی ہوجائے
عباسِؑ علیؑ کہہ کے اٹھائے جو قدم
ہو آگ کا دریا بھی تو پانی ہوجائے

ہم تو حق بات کہیں گے کہ زباں رکھتے ہیں
بت شکن کفر شکن عزمِ جواں رکھتے ہیں
دوشِ احمدؐ سے بہت مہرِ نبوت ہے قریب
دیکھنا ہے کہ علیؑ پاؤں کہاں رکھتے ہیں

پہلے یہ مان لے کہ ہیں مشکلکشا علیؑ
پھر دیکھ تیرے واسطے کرتے ہیں کیا علیؑ
ٹل جاتی ہیں ہماری تو ساری مصیبتیں
ہم جب کبھی خلوص سے کہتے ہیں یا علیؑ

ہری ہے شاخِ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے ابھی بجھی تو نہیں
وہ تیغِ ظلم سے گردن شہیدِ اعظم کی
کٹی ہے برسرِ میداں مگر جھکی تو نہیں

ولائے آلِ پیمبرؑ سے جن کو کام نہیں
وہ جی رہے ہیں مگر زندگی کا نام نہیں
زمانہ دیکھ لے تسبیحِ عصمتِ زہراؑ
بھلا وہ کونسا دانہ ہے جو امامؑ نہیں

حسینؑ ابنِ علیؑ عباسؑ ابنِ حیدرِؑ صفدر
سپر امام کی وقتِ امتحاں یہ بھی ہیں اور وہ بھی
مگر ام البنینؑ کو حضرتِ زہراؑ سے کیا نسبت
یہ ہے عباسؑ کی قسمت کہ ماں یہ بھی ہیں اور وہ بھی

ذکرِ مظلوم جو ہر سال کیا کرتے ہیں
زخمِ دل اشکوں کی ڈوری سے سیا کرتے ہیں
کوئی مانے یا نہ مانے پہ حقیقت یہ ہے
غمِ اولادِ پیمبرؐ میں جیا کرتے ہیں

سوتے ہی کب تھے ساقیٔ کوثر تمام رات
یوں پانی وہ فاطمہؑ کا جانی مانگے

کرتے تھے ذکرِ خالقِ اکبر تمام رات
یعنی علی اصغرؑ کی زبانی مانگے

بیدر بختیٔ شبِ ہجرت گواہ ہے
یوں شمر کہے یہ حُرملہ سے مار وہ تیر

بس ایکبار سوئے ہیں حیدرؑ تمام رات
جس تیر کا مارا نہ کبھی پانی مانگے

کیا پیاس تھی جس سے سارا لشکر تپا
جلوہ رخِ تاباں کا دکھا دو مجھکو

کیا زخمِ سناں تھا جس سے اکبرؑ تپا
چین آئے کس طرح یہ بتا دو مجھ کو

مچھلی بھی نہ تڑپے کبھی یوں خشکی میں
پردہ شبِ معراج یہی کہتا تھا

جس طرح سے تیر کھا کے اصغرؑ تپا
گر غیر نہیں ہے تو اٹھا دو مجھکو

علیؑ و فاطمہؑ کے نورِ عین دیدینگے
رشتہ غمِ سرور سے لگا رکھا ہے

مزاج دانِ مشیت ہیں چین دیدینگے
جز پنجتن پاک کیا رکھا ہے

جو بات آئی پسر کی کہا یہ راہب نے
ہم مرگئے ہوتے غمِ سرور کی قسم

اگر خدا نہیں دیگا حسینؑ دیدینگے
اس مرثیہ خوانی نے جلا رکھا ہے

بندہ کوئی اسرارِ خدا کیا جانے
خورشید سرِ شام کہاں جاتا ہے

طاعت واجب ہے دل سے اتنا جانے
روشن ہے دبیر پر یہ جہاں جاتا ہے

اللہ و محمدؐ و علیؑ ہیں مولا
مغرب ہی کی جانب ہے مزارِ حیدرؑ

مولا، مولا کا فرق مولا جانے
یہ شمع جلانے کو وہاں جاتا ہے

میری نجات کو شہِ مشرقین ؑ ملے
اے بنتِ نبیؐ جزوِ رسالت ہے تُو
جنابِ فاطمہ زہراؑ کے نورِ عین ملے
تقویتِ ارکانِ ہدایت ہے تُو
یہی دعا ہے کہ محشر کے سخت لمحوں میں
میدانِ مباہلہ میں یہ راز کھلا
تجھے یزید ملے اور مجھے حسینؑ ملے
مابینِ نبوت و امامت ہے تُو

عباسؑ نے وہ کام کیا ہے حیات میں
ممتاز علیؑ کو ہر بشر سے پایا
عنوان بن گیا ہے وفا کی کتاب میں
مقام خدائے بہروبر سے پایا
دنیا سمجھ رہی تھی کہ بھرتا ہے مشک کو
پہلے ملے علیؑ خدا کے گھر سے
بیعت ڈبورہا تھا وہ سقہ فرات میں
پھر خدا کو علیؑ کے گھر سے پایا

رولے یہ غمِ بادشہِ عالی ہے
آگاہ ہو اللہ سے ڈرنے والے
اور موت کسی نے بھی نہیں ٹالی ہے
محتاج ہیں زندوں کے مرنے والے
اللہ کرے غریقِ رحمت اُنکو
اک سورہ الحمد و قل بحقِ زہراؑ
اس بزم میں جن جن کی جگہ خالی ہے
اے گورِ غریباں سے گزرنے والے

وہ تخت کہاں ہیں اور کہاں تاج ہیں وہ
رنگ کردار پہ ماحول کا چھانے نہ دیا
جو اوج پہ تھے زیرِ زمیں آج ہیں وہ
نور نے کھینچ لیا نار میں جانے نہ دیا
قرآن کو لکھ لکھ کے وقف جو کرتے تھے
حرؑ وہ ٹوٹا ہوا شیشہ تھا جسے سرورؑ نے
اک سورہ الحمد کے محتاج ہیں وہ
ایسا جوڑا کہ کوئی بال بھی آنے نہ دیا

چہلم ہے آج سرورِ عالی مقام کا خوشا وہ باپ وہ میرِ سپاہِ بدر و حنین
عریاں ہے سر رسول علیہ السلام کا خوشا وہ جانِ شہادت وہ سیدِ کونین
فضہ پکاری بیبیوں آکر شریک ہو علیؑ علیؑ کا وظیفہ نویدِ فتح و ظفر
سجادؑ دفن کرتے ہیں لاشہ امام کا ہجومِ رنج و بلا ہو تو پھر حسینؑ حسینؑ

سر غیر کے آگے نہ جھکانے والا شب تیرگیء ذوق پایا تُو نے
نیزے پہ بھی قرآن سنانے والا احساس کا معجزہ دکھایا تُو نے
اسلام سے کیا پوچھتے ہو کون حسینؑ سوئی ہوئی دنیا کو جگا کر مولا
اسلام کو اسلام بنانے والا جاگے ہوئے فتنے کو سلایا تُو نے

تُو نے اے حسینؑ خاک کا رتبہ کا بڑھا دیا حاصل علیؑ کے گھر کو عجب امتیاز ہے
صحرائے نینوا کا مقدر جگا دیا سجدہ جہاں جہاں ہے ضربت نماز ہے
اپنے لہو سے دشت میں روشن کئے چراغ اک ضرب ہے عبادتِ ثقلین پہ بلند
فرشِ زمیں کو عرشِ معلیٰ بنا دیا اک سجدہء وفا پہ شہادت کو ناز ہے

جہاں میں صبر و تحمل کے آسماں ہیں حسینؑ حر کو شبیرؑ نے کیا رن کی اجازت دیدی
مٹا سکا نہ جسے ظلم وہ نشاں ہیں حسینؑ نار کو نور کیا اور شہادت دیدی
یزید تیری خودی نے تجھے فریب دیا کیا سخاوت ہے حسینؑ ابن علیؑ کی واللہ
تیرا خیال غلط تھا کہ ناتواں ہیں حسینؑ جام کوثر کا دیا رہنے کو جنت دیدی

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے　　آج سردار و علمدارؑ جدا ہوتے ہیں
رن ایک طرف چرخِ کہن کانپ رہا ہے　　شہؑ ادھر روتے ہیں عباسؑ اُدہر روتے ہیں
رستم کا بدن زیرکفن کانپ رہا ہے　　یہ بیاں کرکے حسینؑ اشکوں سے منہ دھوتے ہیں
خود قصرِ سلاطینِ زمن کانپ رہا ہے　　بھائی کو بخششِ امت کیلئے کھوتے ہیں

شمشیر بکف دیکھ کے حیدرؑ کے پسر کو　　کسطرح صبر کریں صبر نہیں آتا ہے
جبریلؑ لرزتے ہیں سمیٹے ہوئے پر کو　　خلق سے فوجِ حسینؑ کا نشاں جاتا ہے

تاریخ دوسری تھی کہ داخل ہوئے امام　　جب بے چراغ قبرِ رسولِؐ خدا ہوئی
اور تیسری کی صبح کو آئی سپاہِ شام　　یعنی بتولؑ صاحبِ رختِ عزا ہوئی
چوتھی کو شمر کے ہوئی آنے کی دھوم دھام　　زینبؑ ہزار بلا میں مبتلا ہوئی
اور پانچویں کو دشتِ ستم بھر گیا تمام　　لوٹی گئی اسیر ہوئی بے ردا ہوئی

نرغہ ہوا چھٹی سے شہ مشرقین پر　　یہ اور ظلم ہے فلکِ بد خصال کا
ہفتم سے بند ہوگیا پانی حسینؑ پر　　کوفے میں داخلہ ہے محمدﷺ کی آل کا

اکبرؑ کو نیزہ مارا جو ابنِ نمیر نے　　جس وقت شہِ دیں سے جدا ہوگئے عباسؑ
غش کھایا ہم شبیہ رسولِ قدیر نے　　اور شاہِ شہیداں پہ فدا ہوگئے عباسؑ
نرغہ کیا جو پیاسے پہ فوجِ شریر نے　　بھائی کے لئے ملکِ بقا ہوگئے عباسؑ
پوتے کو آکے تھاما جنابِ امیرؑ نے　　شہؑ کہتے تھے کیا ہم سے جدا ہوگئے عباسؑ

راکب کے تن سے عزمِ جناں روح نے کیا　　لشکر کی میرے مٹ گئی زیبائی کی صورت
زہراؑ کا قلب مرکبِ مجروح نے کیا　　اب کیا نظر آوے گی نہیں بھائی کی صورت

زینبؑ دلِ حبیبؐ الٰہی کا چین ہے　　عطرِ گلِ حدیقہء ایماں حسینؑ ہے
زینبؑ نظیرِ فاتحِ بدر و حنین ہے　　تازی ہو جس سے روح ہو ریحاں حسینؑ ہے
زینبؑ جنابِ فاطمہؑ کی نورِ عین ہے　　زانو نبیؐ کا رحل ہے قرآں حسینؑ ہے
زینب شریکِ کارِ امامِ حسینؑ ہے　　پانی ملا نہ جس کو وہ مہماں حسینؑ ہے

زینبؑ حسینیت کی مکمل کتاب ہے　　صحرائے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
زینبؑ یزیدیت کا مدلل جواب ہے　　فاقہ تھا تیسرا کہ گلے پر چھری چلی

کیا پیشِ خدا صاحبِ توقیر ہیں زہراؑ　　آئین کس قدر ہے منظّم حسینؑ کا
خاتونِ جناں مالکِ تطہیر ہیں زہراؑ　　ہر درد کا علاج ہے یہ غم حسینؑ کا
اُم الحسنؑ و مادرِ شبیرؑ ہیں زہراؑ　　درسِ رضا و صبر ہے ماتم حسینؑ کا
سرتابہ قدم نور کی تصویر ہیں زہراؑ　　پیغامِ زندگی ہے محرم حسینؑ کا

شوہر کو جو پوچھو تو شہنشاہِ عرب ہیں　　ذکرِ غریب سے سندِ فیضِ عام لو
بیٹی ہیں نبیؐ کی یہ حسب ہے وہ نصب ہے　　جینا جو چاہتے ہو تو بیکس کا نام لو

شبیرؑ نے حبیب مظاہرؑ سے یوں کہا　　آندھیاں غم کی چلیں باغِ تمنا اجڑا
لڑنے کو تُو نہ جا کہ بڑھاپا ہے اب تیرا　　کنبہ زہراؑ کا لٹا ہائے مدینہ اجڑا
اُس نے کہا کہ اے پسرِ شاہِ لافتیٰ　　گود بانوؑ کی تو بے شبیرؑ کا جھولا اجڑا
تم پر ہزار جان سے ہوجاؤں میں فدا　　آگ خیموں میں لگی خانہء کعبہ اجڑا

ہر چند پیرِ خستہ تن و ناتواں شدم　　کل بھرا گھر تھا مگر آج یہ ویرانی ہے
ہر گہ نظر بہ رُوئے دو کرم جواں شدم　　صرف صغراؑ کی درِ شہ پہ نگہبانی ہے

لڑ چکے جب رفقا شہؑ کے ستمگاروں سے
جسدم نظر سے بانوؑ کے اکبرؑ نہاں ہوئے

اور قاسمؑ بنا ٹکڑے ہوا تلواروں سے
تڑپا یہ دل کہ آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے

پسرِ سعد نے پوچھا یہ خبرداروں سے
بولی کہ میری جان روانہ کہاں ہوئے

کون اب آئیگا شبیرؑ کے غمخواروں سے
غم کس کا کیجئے نامِ خدا اب رواں ہوئے

بولا وہ باقی لڑائی بڑی تلوار کی ہے
عشقِ پدر اُنہیں ہمیں انِکا خیال ہے

آمد اب فوجِ حسینی کے علمدار کی ہے
مڑکر ادہر نہ دیکھا کہ کیا ماں کا حال ہے

نشانِ فاتحِ بدروحنین ہیں زینبؑ
زہراؑ کی طرح صاحبِ توقیر ہیں زینبؑ

علیؑ کی جان تو زہراؑ کا چین ہیں زینبؑ
ہمشیرِ حسنؑ خواہرِ شبیرؑ ہیں زینبؑ

غریب مثلِ شہِ مشرقین ہیں زینبؑ
پروردہء گہوارہء تطہیر ہیں زینبؑ

ثبات و عزم میں بالکل حسینؑ ہیں زینبؑ
بنتِ شہِ کونین کی تصویر ہیں زینبؑ

کھلے جو بال تو خود ظلم کو حجاب آیا
تمثیل نہیں ہے کوئی عالی نصبی کی

پڑھا جو خطبہ تو کوفے میں انقلاب آیا
بیٹی ہیں علیؑ کی تو نواسی ہیں نبیؐ کی

قتل جب مسلمِ ؑمظلوم ہوا کوفے میں　　یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے
خوں مدینے کے مسافر کا بہا کوفے میں　　بے مثل ہے سخی وہ جو سر بھی عطا کرے
اُنکے بیٹوں کا نشاں جب نہ ملا کوفے میں　　غازی وہ ہے بلا میں جو تنہا وغا کرے
حُکم یہ حاکمِ کوفہ نے دیا کوفے میں　　صابر وہ ہے جو فاقوں میں شکرِ خدا کرے

ڈھونڈو جس جا ہوں چھپے نورِ نظر مسلمؑ کے　　کس فرد میں یہ دفترِ جاہ و جلال ہے
قید سے بھاگنے پائیں نہ پسر مسلمؑ کے　　وللہ اک حسینؑ میں یہ سب کمال ہے

جب آسماں پہ صبح کا تارا ہوا عیاں　　ارشاد سن کے باپ کا وہ یوسفِ زماں
بھائی بہن میں ہونے لگی غم کی داستاں　　تحت الحنک کو کھول کے دینے لگا اذاں
اکبرؑ سے اشک بھر کے یہ بولے شہِ زماں　　بالکل تھا لحنِ حضرتِ داوٗدؑ کا سماں
وقتِ نمازِ صبح ہے اے میرے نوجواں　　زینبؑ دیا یہ دیتی تھیں اے ربِ دو جہاں

ارمان کچھ تو دکھیا بہن کے نکال دے　　دولہا بنے پہ عمر بڑھی نورِ عین کی
آج آخری اذاں میرے یوسف جمال دے　　اٹھارہ سال کی ہے کمائی حسینؑ کی

ایماں کی سند ہے محبت حسینؑ کی
مثلِ نماز فرض ہے اطاعت حسینؑ کی
ہفتادہ حج ہے ایک زیارت حسینؑ کی
لازم ہے کائنات میں حجت حسینؑ کی
ایمان انکی جان ہے یہ ایماں کی جان ہے
قرآں فقط دہن ہے یہ گویا زباں ہے

جب مدینے سے روانہ ہوئے سلطانِ زمنؑ
فاطمہؑ صغراؑ کو فرقت کے کہے چند سخن
کہا صغراؑ نے سکینہؑ سے بصد رنج و محن
کام ایک اپنا تجھے سونپتی ہے تیری بہن
چھوٹے بھائی کو میری یاد دلاتی رہنا
اک بہن اور ہے اصغرؑ کو بتاتی رہنا

پہنچے جب لاشہء اکبرؑ پہ شہِ جن و بشر
دیکھا ہے نزع کے عالم میں جوں نورِ نظر
بیٹھ گئے پہلو میں فرمانے لگے یہ سرورؑ
آخری ہو جو تمنا تو بتادو اکبرؑ

کرکے منہ سوئے مدینہ یہ شہِ دیں نے کہا
دو انگلیوں کے میرے درمیاں دیکھو بیٹا
گھر کے دروازے پہ اس آس میں ابتک صغراؑ
منتظر بیٹھی ہے اب آئینگے مجھے لینے بھیا

بولے حسرت ہے جو ممکن ہو شہِ والا کو
دیکھ لوں مرنے سے پہلے میں بہن صغراؑ کو

دیکھا اکبرؑ نے تو بابا سے تڑپ کر یہ کہا
گھر کے دروازے پہ بیہوش پڑی ہے صغراؑ

تو اپنے ایک جام پہ نازاں ہے ساقیا　　مغرور کیوں ہے جام پہ تو اپنے ساقیا
چودہ پلانے والے ہیں پرواہ ہے مجھ کو کیا　　میں دو سرا میں رکھتا ہوں چودہ کا آسرا
بتلائے دیتا ہوں تجھے میخانوں کا پتہ　　کوئی نجف میں ہے کوئی مابینِ سامرا
بطحا و کاظمین و خراسان و سامرا　　یثرب میں کوئی طوس میں ہے میرا مدعا

خورشید مدعا میرا برجِ شرف میں ہے　　یکتا ہے مے فروش میرے مشرقین میں
اک کربلا میں اک مرا ساقی نجف میں ہے　　کوئی ہے کربلا میں کوئی کاظمین میں

جب چلا اپنے وطن سے باد شاہِ کربلا　　یارو کریم وہ ہے جو وعدہ وفا کرے
اپنے لشکر کا علم عباسِ غازی کو دیا　　بے مثل ہے سخی وہ جو سر بھی عطا کرے
مادرِ عباسؑ نے جس وقت یہ مژدا سنا　　غازی وہ ہے بلا میں جو تنہا وغا کرے
ہاتھ اٹھا کر مہر و شفقت سے لگی کرنے دعا　　صابر وہ ہے جو فاقوں میں شکرِ خدا کرے

خدا رکھے جہاں میں فاطمہ کی آل کو　　کس فرد میں یہ دفترِ جاہ و جلال ہے
اور مبارک ہو علم میرے علی عباسؑ کو　　ہاں جمعء حسینؑ میں یہ سب کمال ہے

جب کی شب قبرِ نبیؐ پر گئے شبیرؑ
اے نانا کے روضے میرا گھر ہوتا ہے ویراں

رخصت کو مہِ آلِ پیمبر گئے شبیرؑ
اے قبر حسینؑ آج کی شب ہے تیرا میہماں

قندیل جو روشن کی تو غش کرگئے شبیرؑ
کل صبح میری آخری منزل کا ہے ساماں

زینبؑ نے یہ جانا کہ بس اب مرگئے شبیرؑ
کل روح میرے نانا کی ہوئے گی پریشاں

تھی غش میں ندا ہم اسی حسرت میں مرینگے
اے قبر میں دکھ پاؤنگا پردیس میں جاکر

اب روشنی اس قبر پہ کاہے کو کرینگے
تُو شق ہو تو نانا سے لپٹ جاؤں میں آکر

مدت کے بعد آئے مدینے میں سوگوار
ہوا جو شاہؑ کے لشکر میں قحط پانی کا

کچھ یاد آگیا جو بھولے آئے بیقرار
عجیب حال ہوا فاطمہؑ کے جانی کا

اکبرؑ ہیں ساتھ اور نہ عباسِؑ علمدار
کبھی خیال تھا اکبرؑ کی نوجوانی کا

عابدؑ برھنہ پا ہیں تو زینبؑ ہیں دلفگار
کبھی ملال تھا اصغرؑ کی بے زبانی کا

قبرِ نبیؐ پہ زینبِؑ مضطر کے تھے یہ بین
کبھی بہن کیلئے بے قرار ہوتے تھے

نانا دہائی ہے ہم سے جدا ہوگئے حسینؑ
کبھی سکینہؑ کا منہ دیکھ کے روتے تھے

لفظوں کا وضو زکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے تطہیر فاطمہؑ کی طبیعت کا نام ہے
یہ دل کی کسک حرف کے سانچے میں ڈھلی ہے اسلام شاہزادی کی سیرت کا نام ہے
مجلس ہے وہ آغوش ولا جس میں پلی ہے تسبیح ہی حبِ حق کی علامت کا نام ہے
یہ رسمِ عزا دہر میں زینبؑ سے چلی ہے زہراؑ کتابِ حق کی آیت کا نام ہے

زندہ کیا بھائی کی شہادت کو بہن نے غم میں سپر ہے فاتحِ بدر و حنین کی
تیغوں کا فسانہ کہا بازو کی رسن نے معیارِ صبر یہ ہے کہ ماں ہے حسینؑ کی

رضا جہاد کی جب لیکے مرگئے اکبرؑ قافلہ آلِ محمدؐ کا سوئے شام چلا
پکارے شاہؑ یہ کیا ہم سے کرگئے اکبرؑ لیکے کچھ خون سے لکھے ہوئے پیغام چلا
ضعیف باپ سے چھٹ کر کدھر گئے اکبرؑ روندتا پیروں سے ہر گردشِ ایام چلا
ہمیں بھی پاس بلالو جدھر گئے اکبرؑ ہاتھ بندھوائے پئے نصرتِ اسلام چلا

وہ برچھی سینے پہ کھائی کہ دل سے آہ نہ کی اک سر ختم ہے اک اور سفر کرنا ہے
ضعیف باپ کی تنہائی پر نگاہ نہ کی کربلا فتح ہوئی شام کو سر کرنا ہے

پہنچی یہ سکینہؑ کو خبر جبکہ کسی سے　　سحر کو آلِ نبیؐ جب میانِ شام آئے
دریا پہ لڑائی ہوئی عباسِ علیؑ سے　　عزائے شاہ میں گریان و تشنہ کام آئے
سن کے لگی کہنے وہ تب اپنی چچی سے　　عریضہ چاک گریبان پھٹے تمام آئے
آخر یہ ہوا صدمہ میری تشنہ لبی سے　　تماشے کیلئے یہ کہہ کے خاص و عام آئے

سنتی ہوں کے دریا کے کنارے گئے عباسؑ　　مقامِ سیر ہے بھوکی پیاسیاں آئیں
کیا جانئے جیتے ہیں کہ مارے گئے عباسؑ　　چلو چلو کہ نبیؐ کی نواسیاں آئیں

رلا رہی ہے دلوں کو لٹی ہوئی سرکار　　گزرِ منزلِ تسلیم رضا مشکل ہے
نہ پیدلوں کے پرے ہیں نہ مرکبوں کی قطار　　سہل ہے عشقِ بشر عشقِ خدا مشکل ہے
اجڑ گیا وہ چمن ہوگئی خزاں وہ بہار　　وعدہ آسان ہے وعدے کی وفا مشکل ہے
نہ کوئی حاجب و درباں نہ کوئی خدمتگار　　جن کے رتبے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے

مقام ہُو کا ہے جس جا نگاہ پڑتی ہے　　یہ فقط کام ہوا فاطمہؑ کے جانی سے
حضور کے درِ دولت پہ خاک اڑتی ہے　　مشکلیں جتنی پڑیں کاٹیں سب آسانی سے

جب وعدے پہ شبیرؑ نہ پھر آئے سفر سے
صغراؑ نے کہا اب نہ ملونگی میں پدر سے
تپ آتی ہے بیتاب ہوں میں دردِ جگر سے
مدت ہوئی نکلے ہوئے سب کنبے کو گھر سے
کیا پانی سفر میں بھی نہیں پاتے ہیں بابا
جب پانی میں پیتی ہوں تو یاد آتے ہیں بابا

جب ہوا لشکرِ اسلام صف آرا رن میں
جنگ کا ہوچکا سامان جب سارا رن میں
اور لعینوں نے جوانوں کو پکارا رن میں
کیا اسد نے رفیقوں کو یہ اشارہ رن میں
یعنی مت دیر کرو سر جسے کٹوانا ہے
جائے دنیا سے وہ جنت میں جسے جانا ہے

سجادؑ کو بلوایا دوبارہ جو شقی نے
یہ سنتے ہی بیووں کے دھڑکنے لگے سینے
فرمایا بھتیجے سے یہ تب بنتِ علیؑ نے
میں کیا کہوں جو داغ اٹھائے میرے جی نے
کیا جانئے کیا کیا ستم ایجاد کریگا
بلوا کے ہمیں کونسی بیداد کریگا

رن سے حسینؑ لاتے ہیں اکبرؑ کی لاش کو
لپٹائے ہیں کلیجے سے دلبر کی لاش کو
بھیا سنبھالو شکلِ پیمبرؐ کی لاش کو
فرماتے ہیں یہ ثانیٔ جعفر کی لاش کو
امداد کا یہ وقت ہے مجھ ناتوان کی
اٹھتی نہیں ضعیف سے میت جوان کی

جب دشت میں گنجینہء حیدرؑ ہوا آخر ریتی کی سجدہ گاہ پہ خونِ پیمبریؐ

آخر ہوا وہ دن بھی کہ لشکر ہوا آخر ڈوبی ہوئی لہو میں قبائے غضنفری

پہلے تو وہاں حرِؑ دلاور ہوا آخر کون و مکاں میں رعبِ شہادت سے تھرتھری

پھر سہرا بندھا قاسمِ مضطر ہوا آخر ایسی سکندری تھی کسی کی نہ قیصری

لوگوں کو بہت بیاہ کی حسرت تھی وطن میں اُس دن سے آج تک یہ حکومت کا زور ہے

یاں گھوڑوں سے پامالئے قاسمؑ ہوئے رن میں ہر سمت یاحسینؑ کا دنیا میں شور ہے

عالم میں جو تھے فیض کے دریا وہ کہاں ہیں ہے کل کی ابھی بات کہ آباد تھا کیا گھر

جو نورِ خدا سے ہوئے پیدا وہ کہاں ہیں جس گھر پہ گدا آنکے ہوتا تھا تونگر

ہم سب سے جو تھے افضل و اعلیٰ وہ کہاں ہیں وہ مجمعِ احباب وہ دربارِ پیمبرؐ

پیدا ہوئی جنکے لئے دنیا وہ کہاں ہیں وہ فاطمہؑ کا جا ہ و حشم شوکتِ حیدرؑ

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا بے اذن چلا آئے یہ مقدور تھا کس میں

جب احمدِؐ مرسل نہ رہے کون رہیگا یا آج وہی گھر ہے کہ خاک اڑتی ہے جس میں

جبکہ زنداں میں سکینہؑ کو مقدر لایا　　پیاسہ سقائے سکینہؑ جو گیا کوثر پر

بچپنے کی جو اسیری تھی تو دم گھبرایا　　میرِ کوثر نے اسے بھر دیا جامِ کوثر

رو کے کہتی تھی کہ اماں یہ عجب گھر پایا　　جام تو لے لیا پر لب نہ کئے اپنے تر

آؤ بابا کہ میرا دم ہے لبوں پر آیا　　اور سکینہؑ کے تصور میں بہت رو رو کر

روئی بھی راہ میں آکر نہ کیا پیار مجھے　　بارشِ اشک سے چھلکا دیا کوثر کا جام

قید خانے میں تو دکھلایئے دیدار مجھے　　دیر تک رویا کیا لے کے سکینہؑ کا نام

خواہشِ ملک نہ ہو جس کو سلطان ہے تُو　　حق نے حسینؑ کو وہ گلِ تر بنادیا

فوقیت جس کو ملک پر ہے وہ انسان ہے تُو　　جس نے مشامِ دیں کو معطر بنادیا

قبلہ ء دین ہے تُو کعبہ ء ایمان ہے تُو　　نوری بنایا نار سے جس کو نکال کر

اے حسینؑ ابنِ علیؑ معنی ء قرآن ہے تُو　　قطرے کو ایک دم میں سمندر بنادیا

جو نہ محتاج ہو لشکر کو غازی تُو ہے　　یہ ہے طفیل خدمتِ آلِ رسولؐ کا

ناز سجدہ کرے جس پر وہ نمازی تُو ہے　　بگڑا ہوا تھا حرؑ کا مقدر بنادیا

جب پاؤں پہ زینبؑ کے گری ہندِ وفادار — تقدیر مجھے بھائی کے لاشے پہ جو لائی
اور اپنی ردا اُنکو اڑہانے لگی اک بار — میں کہتی تھی لپٹی ہوئی ہے ہے میرا بھائی
زینبؑ نے کہا ہند ٹھرجا پئے غفار — ناگاہ ہوئی لاش سے درپیش جدائی
کر آئی ہوں کچھ لاشہء شبیرؑ سے اقرار — اعجاز سے لاشے نے یہ آواز سنائی

سر کھلنے کا کچھ غم نہیں صدمہ یہ بڑا ہے — زینبؑ ہمیں محتاجِ کفن چھوڑ چلی ہو
لاشہ میرے مانجائے کا عریان پڑا ہے — لاشہ میرا جنگل میں بہن چھوڑ چلی ہو

اک روز کے رستے میں جو شیریں کا رہا گھر — اک بات میں کہتا ہوں نہ تم دل سے بھلانا
خواب اُس نے یہ دیکھا کہ حسینؑ آئے ہیں بے سر — بچے میرے پیاسے ہیں انہیں پانی پلانا
اور خون میں ڈوبے ہیں کھڑے صحن کے اندر — سجادؑ سے کہنا کہ نہ تم غصے میں آنا
کہتے ہیں کہ کل آؤنگا گھر تیرے مقرر — دادا کی طرح صبر سے گردن کو بندھانا

وعدہ تیرا لایا ہے مجھے کرب و بلا سے — اعدا جو کریں ظلم نہ گھبرائیو بیٹا
آئے ہیں بھی ہم پیاسے ہی جائینگے بھی پیاسے — لیجائیں جدہر ساتھ چلے جائیو بیٹا

شور ہے شام ہے لشکر میں کہ عباسؑ آئے
واہ کس شان سے سقائے حرم آتا ہے

اور تواتر خبر آئی کہ بہت پاس آئے
معرکے میں کوئی اس طرح سے کم آتا ہے

پر غمِ شاہِ شہیداں سے بصد یاس آئے
کیا اڑاتا ہوا دامانِ علم آتا ہے

بولی تقدیر کہ یہ جنگ انہیں راس آئے
کیا دکھاتا ہوا اقبال و حشم آتا ہے

آکے گھوڑے کا شجاعت نے قدم چوم لیا
حُسن ایسا ہے کہ اک روح مزہ پاتی ہے

فتح نے گوشہ ء دامانِ علم چوم لیا
رعب ایسا ہے کہ بس جان چلی جاتی ہے

لگے ہتھیار جب اکبرؑ لگانے
میدان سے لاش آئی جو فرزندِ حسنؑ کی

لگا ماں کا کلیجہ منہ کو آنے
خیمے میں بڑھائی گئی انتھ اُسکی دلہن کی

گئیں چپکے سے وہ عابدؑ کے سرہانے
جب ہوسکی نہ تدبیر کچھ کفن و دفن کی

لگیں بیمار کا شانہ ہلانے
سر پیٹ کے ماں بولی یہ اُس غنچہ دہن کی

کہا بیٹا اٹھو گھر لٹ رہا ہے
عباسِؑ علیؑ خیمے میں شرما کے نہ آئے

علی اکبرؑ بھی مرنے کو چلا ہے
پُرسے کیلیئے فاطمہ کبریٰ کے نہ آئے

نکلے حرم کے اونٹ جو مقتل کی راہ سے　　عباسؑ سوئے کوثر باغِ جناں چلے
خشبو لہو کی آنے لگی قتل گاہ سے　　روکر کہا حسینؑ نے بھائی کہاں چلے
بولی سکینہؑ ملتے چلو لاشِ شاہؑ سے　　زوجہ پکاری اے میرے والی کہاں چلے
رخصت ضرور ہو شہؑ عالم پناہ سے　　بولے جہاں سے اب نہ ملینگے وہاں چلے

جی بھر کے خوب خانہء زنداں میں روئینگے　　اب آخری وداع کی باری نہ آئیگی
اب کاہے کو حسینؑ کے سینے پہ سوئینگے　　آئی ہے سب کی لاش ہماری نہ آئیگی

ناگہ پکاری ڈیوڑھی پہ ہمشیرِ خستہ جاں　　جب نہ اعدا سے کسی طرح صفائی ٹھری
بازو پہ رسی باندھ کے لڑیے شہِ زماں　　صبح عاشور محرم کو لڑائی ٹھری
مانجائے اتنا پیر کے تن میں لہو کہاں　　پوچھا زینبؑ نے کہ کیا اے میرے بھائی ٹھری
فضہ کے ہاتھ بھیج دوں چادر کی دھجیاں　　شہؑ نے فرمایا بہن تم سے جدائی ٹھری

زخموں کو باندھو پھر شوق سے دل کھول کر لڑو　　آج پیاروں کی ملاقات غنیمت جانو
پر نوجواں کی لاش سے منہ موڑ کر لڑو　　اے بہن وصل کی یہ رات غنیمت جانو

خلق و کرم شرافت و غیرت کی روح و جاں — عزیزو آج یہ نیرنگ ہے زمانے میں
میدان میں کھڑا ہے لئے لاشِ بے زباں — علیؑ کی بیٹیاں جاتی ہیں قید خانے میں
میت سے پھر وہ کہتا ہے اے ننھے مہماں — بندھی تھی اک رسن بیکسوں کے شانے میں
خیمے کو دیکھتا ہے کبھی سوئے آسماں — اٹھائے لاکھ الم تا با شام جانے میں

لایا تھا کہہ کے پانی پلاؤنگا میں ربابؑ — نہ چین پایا نہ سوئے نہ آب و دانہ ملا
اصغرؑ بتا کہ دوں میں تیری ماں کو کیا جواب — ملا تو شام میں ٹوٹا سا قید خانہ ملا

کہتی تھیں بانوؑ اصغرؑ جانی کب تم گھر میں آؤ گے — یارو زہے توقیر جو اس بزم میں آئیں
دریا پر سے پی کر پانی کب تم گھر میں آؤ گے — یاروئیں یا رونے کی صورت ہی بنائیں
اپنی دکھانے شکل نعمانی کب تم گھر میں آؤ گے — زینبؑ تو عزاداروں کو دیتی ہیں دعائیں
بولو میرے یوسفِ ثانی کب تم گھر میں آؤ گے — اور فاطمہؑ اُن لوگوں کی لیتی ہیں بلائیں

سوگ میں تیرے بیٹا ہم نے پہنی کفنی کالی ہے — گرتا ہے جو آنسو کوئی فریاد و بکا سے
بھورے بالوں والے آجا جھولا تیرا خالی ہے — خود پونچھتے ہیں اُس کو علیؑ اپنی عبا سے

برچھی کی انی جب لگی اکبرؑ کے جگر میں　　شہِؑ مظلوم سے عباسؑ نے جسدم علم پایا
اور مرگیا دم توڑ کے آغوشِ پدر میں　　سریرِ قدر میں وہ ہو گیا جعفر کا ہم پایا
شہؑ نے کہا کس طور تجھے لے چلوں گھر میں　　فلک بھی اپنے پیشِ منزلت غازی نے خم پایا
بازو میں نہ طاقت ہے نہ قوت ہے بدن میں　　مسافر نے نشانِ منزلِ ملکِ عدم پایا

لے جانا تیری لاش کا دشوار ہے بیٹا　　کہا باغِ ارم کی بُو ابھی سے مجھ کو آتی ہے
سر اپنا بھی تن پر یہ مجھے بار ہے بیٹا　　اسی سائے تلے خلدِ بریں کو راہ جاتی ہے

حسینؑ جبکہ چلے بعدِ دوپہر رن کو　　خیمے دریا پہ نصب کئے جبکہ شہ والاؑ نے
کوئی نہ تھا کہ جو تھامے رکابِ توسن کو　　گھیرا شبیرؑ کو فوجِ ستم آرا نے
سکینہؑ جھاڑ رہی تھیں عبا کے دامن کو　　لبِ دریا اترنے نہ دیا اعدا نے
حسینؑ چپکے کھڑے تھے جھکائے گردن کو　　فوجِ اعدا سے لگے شبیرؑ یہ فرمانے

نہ آسرا تھا کوئی شاہِ کربلائی کو　　یہ بھی دو چار دن ہم پر سے گزر جائینگے
فقط بہن نے کیا تھا سوار بھائی کو　　جو رضا حق کی ہے تو پیاسے ہی مرجائینگے

جب سنا شمر نے سقائے حرم آتا ہے حیدرؑ کی طرح صاحبِ شمشیر ہیں عباسؑ
قوتِ بازوئے سردارِ امم آتا ہے ہنگامِ وغا شاہ کی تصویر ہیں عباسؑ
ہاتھ میں تھامے ہوئے مشک و علم آتا ہے قرآن و وفا خلق کی تفسیر ہیں عباسؑ
نہر پر گوہرِ دریائے کرم آتا ہے تنہا ہیں مگر لشکرِ شبیرؑ ہیں عباسؑ

دی صدا فوج کو ہاں غازیو ہشیار رہو ہیں آس یہ زینبؑ کی تو امید حرم کی
اب علمدارؑ کی آمد ہے خبردار رہو ڈھارس ہے یہی قلبِ شہنشاہِ اممؑ کی

سکینہؑ قید ہوکر شام کے زنداں میں جب آئی اُدہر سے جو گزرتا تھا تو کہتی تھی کہ سنتا جا
وہ بچی اُس اندھیرے گھر کی تاریکی سے گھبرائی میں بیکس قید میں ہوں اک میرا پیغام لیتا جا
مقدر نے عجب آفت کی پہلی رات دکھلائی اگر بابا ملیں تو تُو کہیو قسم کھا کھا
زمیں تو فرش تھی سایہ فگن تھا چرخِ مینائی سکینہؑ پر مصیبت ہے خبر لو اے شہِ والاؑ

پھپھی کے پاس سوتی تھی نہ ماں کے پاس سوتی تھی جو وہ یوں کہے خیمے میں سوتا چھوڑ آیا ہوں
برہنہ سر کئے زنداں کے دروازے پہ روتی تھی تو تُو کہیو درِ زنداں پہ روتا چھوڑا آیا ہوں

زمیں سے تا با فلک ہوگئی فضا پُرغم　　آئی سنانی شاہؑ کی جسدم مدینے میں
ہوئے شہید جو ہنگامِ عصر شاہِ اممؑ　　صغراؑ پکاری خاک میرے ایسے جینے میں
اسیر ہوکے چلے کربلا سے اہلِ حرم　　جب آتشِ الم نہ لگے میرے سینے میں
اٹھائے راہِ پُر آشوب میں الم پہ الم　　ہے ہے یتیم ہوگئی میں اس مہینے میں

کسی اسیر پہ جب کوئی ظلم ہوتا تھا　　فرقت کا داغ دل پہ سبھی میرے دھرگئے
سناں کی نوک پہ فرقِ حسینؑ روتا تھا　　صغراؑ کے جو تھے چاہنے والے وہ مرگئے

تسبیح فاطمہؑ جو ادا کی امامؑ نے　　جب تین دن کی پیاس میں اکبرؑ ہوئے شہید
جاسوس نے خبر یہ کہی آ کے سامنے　　عباسؑ اور قاسمؑ مضطر ہوئے شہید
کی سیر گھاٹ گھاٹ کی اُسدم غلام نے　　حلقوم چھد گیا علی اصغرؑ ہوئے شہید
آبِ رواں بھی بند کیا فوجِ شام نے　　کرب و بلا میں یعنی بہتّر ہوئے شہید

فوجِ خدا کو نہر سے دوری نصیب ہے　　لاشِ حسینؑ گھوڑوں سے پامال ہوگئی
شہؑ بولے کیا مضائقہ کوثر قریب ہے　　منظر بہن نے دیکھا تو بے حال ہوگئی

بعد عباسؑ کے اکبرؑ کی جو باری آئی
شام سے مقتل میں آئے جس گھڑی زین العباؑ

خیمے کے در پہ قضا لیکے سواری آئی
ساتھ انکے بیکسوں کا ننگے سر تھا قافلہ

فاطمہؑ خلد سے کرتی ہوئی زاری آئی
دیکھا اک جانب بنی ہے قبرِ شاہِ انبیاؐ

شہؑ نے فرمایا کہ اب موت ہماری آئی
اور اک جانب ہے قبرِ ہم شبیہِ مصطفیؐ

دیکھیں قسمت ہمیں کیا کیا ابھی دکھلاتی ہے
زینبؑ و کلثومؑ کہتی ہیں بصد آہ و بکا

اب زیارت بھی پیمبرؐ کی اٹھی جاتی ہے
بھائی بے کسی پہ تیری ہوں بہنیں فدا

زینبؑ بتولِؑ پاک کی آئینہ دار ہیں
صغراؑ کو نہ امید رہی جبکہ شفا کی

اسلام کے چمن کی بقا و بہار ہیں
آخر کو دوا چھوڑ دی اور ترکِ غذا کی

دونوں جہاں میں انکے شرف آشکار ہیں
نانی سے کہا مانگو دعا میری قضا کی

یہ شاملِ عبادتِ پروردگار ہیں
بابا بھی نہیں آتے یہ مرضی ہے خدا کی

وقتِ نزع یہ حال شہؑ تشنہ کام تھا
اب سانس کی سینے میں صدا بھی نہیں آتی

سجدے میں سر زباں پہ زینبؑ کا نام تھا
بابا بھی نہیں آتے قضا بھی نہیں آتی

گود میں بیٹھ کر بابا کی سکینہؑ نے کہا　　دنیا میں سب فنا ہے کسی کو بقا نہیں
عموں نے پانی لانے کا کیا تھا وعدہ　　ہر شے فنا ہے زاتِ خدا کو فنا نہیں
دیکھو بابا نہ چچا آئے نہ پانی آیا　　ہر شے کا ذکر کیا ہے نبیؐ تک رہا نہیں
رو کے بیٹی سے یہ فرمانے لگے شاہِ ہدیٰ　　مرجائینگے یہ خیال کسی کو ذرا نہیں

شکوہ ء وعدہ خلافی میری جانی کیسا　　گزرے ہیں یوں تو رنج ہر اک نیکنام پر
بہہ گیا خون علمدارؑ کا پانی کیسا　　ہے خاتمہ حسین علیہ السلام پر

جب صف آرا ہوئے شبیرؑ کے یاور رن میں　　جنابِ حیدرِ کرارؑ ساقی ء کوثر
کھینچ کر تیغ یہ کہتے تھے دلاور رن میں　　حلالِ مشکلات بادشاہِ جن و بشر
دھوپ میں کھائینگے ہم نیزہ و خنجر رن میں　　امام رونقِ محرابِ زینتِ منبر
آج کھل جائینگے ہر اک کے جوہر رن میں　　جہاں پناہ یداللہ قاتلِ عنتر

دیکھیں بڑھ بڑھ کے قدم کس کا سوا پڑتا ہے　　بڑے بڑے صنموں کے بگاڑنے والے
دیر تک کون ہزاروں سے کھڑا لڑتا ہے　　کھڑے کھڑے درِ خیبر اکھاڑنے والے

خلق میں جو کوئی شبیرؑ کا زوار ہوا　　آئی سنانی شاہؑ کی جسدم مدینے میں
پاک عصیاں سے ہوا اور نیک و کار ہوا　　صغراؑ پکاری خاک میرے ایسے جینے میں
وہ درِ احمدِ مختار کا مختار ہوا　　جب آتشِ الم نہ لگے میرے سینے میں
راضی اُس شخص سے عباسِ علمدارؑ ہوا　　ہے ہے یتیم ہوگئی میں اس مہینے میں

کربلا کو جو گیا شہؑ کے قدم کے نیچے　　فرقت کا داغ دل پہ سبھی میرے دھرگئے
اُس کو بٹھلائینگے عباسؑ علم کے نیچے　　صغراؑ کے جو تھے چاہنے والے وہ مرگئے

لحد میں مجھ سے فرشتوں نے یہ سوال کیا　　فرشتوں یہ بھی کوئی بات پوچھنے کی تھی
تو اپنے رب کو نبیؐ کو امامؑ کو بتلا　　خدا نبیؐ کو مسلماں جانتے ہیں سبھی
اگرچہ جان نہ تھی پر سنبھل کے بیٹھ گیا　　سوال ہے میرے مولاؑ کا وہ بھی سن لو ابھی
خدا کا اور محمدؐ کا نام لے کے کہا　　لکھا ہے لوح پہ میری یہی بصدِ جلی

علیؑ امام من است منم غلامِ علیؑ　　علیؑ امام من است منم غلامِ علیؑ
ہزار جانِ گرامی فدائے نامِ علیؑ　　ہزار جانِ گرامی فدائے نامِ علیؑ

دشمن کو بھی نہ بھائی کا ماتم خدا دکھائے
پوچھو اسی کے دل سے کمر جس کی ٹوٹ جائے
فرماتے تھے پسر سے یہ رو کر کہ ہائے ہائے
اکبر بتاؤ بھائی کو بھائی کہاں سے لائے

حسینؑ گھوڑے پہ جس وقت ڈگمانے لگا
مہار ہاتھوں سے چھوٹی کہ غش جو آنے لگا
مگر وہ گھوڑے کو آہستہ یوں سنانے لگا
اے رہوار میرے میں تو اب ٹھکانے لگا

عباس کیا جدا ہوئے گھر میرا لٹ گیا
بچپن کا ساتھ ہائے غضب آج چھٹ گیا

بدن تمام میرا برچھیوں سے گھائل ہے
رکاب پاؤں سے چھوٹی سنبھلنا مشکل ہے

شہؑ پر عباسؑ نے جب پیاس کی شدت دیکھی
اور کُملائی ہوئی آپ کی صورت دیکھی
سب عزیزوں کی رفیقوں کی شہادت دیکھی
روکے فرمایا بڑی ہم نے مصیبت دیکھی

بھائی صاحب نہیں واللہ مجھے مرنے کا ڈر
تم سلامت رہو رونے کو میرے لاشے پر
اور پڑھ دینا جنازے کی نماز اے سرورؑ
آبرو بندے کی بڑھ جائیگی پیشِ داور

پانی ہم لائینگے دریا کی اجازت دیجئے
سوکھے ہونٹوں کا تصدق ہمیں رخصت دیجئے

جامہء آخری مولا مجھے پہنا دینا
خود کھڑے ہوکے لحد میں مجھے دفنا دینا

رن میں جب بانوئے بیکس کی سواری آئی
لاشِ اکبرؑ پہ یہ کرتی ہوئی زاری آئی
اٹھ میرے لعل یہ مادر ہے تمہاری آئی
دیکھو کس شان سے ہے اماں تمہاری آئی

نہ تو ہودج ہے نہ محمل نہ عماری بیٹا
سر کھلے بلوے میں ہے اماں تمہاری بیٹا

تم تو کہتے تھے مدینے کی طرف جاؤنگا
فاطمہ صغراؑ بہن اپنی کو لے آؤنگا
وعدہ جو میں نے کیا تھا وہ بجا لاؤنگا
تم نہ روؤ تمہیں صغراؑ سے ملا لاؤنگا

خوب صغراؑ کو ملایا میرے جانی مجھ سے
خود جدا ہوگئے اے یوسفِ ثانی مجھ سے

تو ملکِ ذوالجلال کا ناظم ہے یا علیؑ
جبریل تیرے در کا ملازم ہے یاعلیؑ
میکائیل سا ملک تیرا خادم ہے یاعلیؑ
سجدہ تیری جناب میں لازم ہے یا علیؑ
تو وہ بہر ہے جس سے کوئی آشنا نہیں
سب قدرتیں خدا کی ہیں لیکن خدا نہیں

سلام

غبارِ رہِ رفتگاں رہ گیا
تصور میں اک کارواں رہ گیا
بیاباں سے جنت بنی کربلا
مدینے میں خالی مکاں رہ گیا
جوابِ ستم دیکھ او حُرملہ
فقط ہنس کے اک بے زباں رہ گیا
مدینہ کہاں اور کہاں کربلا
کہاں کا مسافر کہاں رہ گیا
گناہوں سے حامدؔ کمر جھک گئی
ضعیفی میں بارِ گراں رہ گیا

انوکھی رہی دعوتِ نینوا
ارے تشنہ لب مہماں رہ گیا
نہ پھر باغِ زہراؑ میں آئی بہار
زمانے میں ذکرِ خزاں رہ گیا
یہ مانا خیامِ حرم جل گئے
ہمارے دلوں میں دھواں رہ گیا
ستاتی رہی لحنِ اکبرؑ کی یاد
اسیروں میں ذکرِ اذاں رہ گیا

سلام

شہیدِ نازِ جانانِ جہاں ہیں کربلا والے
خدا شاہد امامِ عاشقاں ہیں کربلا والے
دلوں میں جس جگہ حق ہے اُنہیں بھی بس وہیں ڈھونڈو
نگاہوں سے نہاں ہوکر عیاں ہیں کربلا والے
اِدھر بھی اک نظر اے زائرانِ کعبہ و طیبہ
یہاں کعبے کا قبلہ ہیں یہاں ہیں کربلا والے
شفاعت کیلئے کہتے پھریں گے لوگ محشر میں
کہاں ہیں کربلا والے کہاں ہیں کربلا والے
پکاری فوج تیور دیکھ کر عونؑ و محمدؑ کے
سبھی چھوٹے بڑے شیرِ ژیاں ہیں کربلا والے

مکینِ کائناتِ جاوداں ہیں کربلا والے
وہ ہے اک مختلف دنیا جہاں ہیں کربلا والے
جو لُٹ کر دشتِ غربت میں ہوئے تھے بے سروساماں
وہی سرمایہء باغِ جناں ہیں کربلا والے
زمانہ دشمنِ نام و نشاں ہے آج تک جن کا
وہی چشم و چراغِ آسماں ہیں کربلا والے
زمینِ کربلا اُس وقت اٹھ کر یہ پکارے گی
یہاں ہیں کربلا والے یہاں ہیں کربلا والے
علی اصغرؑ ہوں یا ابنِ مظاہرؑ جوش و جرات میں
سبھی فخرِ جوانانِ جہاں ہیں کربلا والے

سلام

اے سلامی حشر کے دن خوف کچھ کھانا نہیں
شافعِ محشر علیؑ ہیں دیکھو گھبرانا نہیں
حشر میں ممکن ہے یہ کہکر نصیری چھوٹ جائے
ہم تو انساں ہیں فرشتوں نے بھی پہچانا نہیں
میری مٹی کو نہ ہوئے قبرِ ایذائے فشار
بوترابی ہوں مجھے کیا تو نے پہچانا نہیں

جب فرشتوں نے اٹھایا قبر میں بولے علیؑ
ہم تیری بالیں پہ ہیں موجود گھبرانا نہیں
کہنے دیجئے یاعلیؑ سرشارِ الفت کو خدا
جرم کے قابل کسی مذہب میں دیوانہ نہیں
بعدِ قتلِ اقربا خیمے میں آئے جب حسینؑ
ایسی صورت تھی کہ زینبؑ نے بھی پہچانا نہیں

جو ربطِ الفتِ نفسِ پیمبرؐ توڑ دیتے ہیں
ہم اپنے سارے رشتے انُ سے یکسر توڑ دیتے ہیں
اگر جھوٹے خدا چڑھ جاتے ہیں دیوارِ کعبہ پر
تو یہ دوشِ رسولِ حقؐ پہ چڑھ کر توڑ دیتے ہیں
علم لہراتے ہیں جب توڑتے ہیں ہمتِ باطل
علم جب نصب کرتے ہیں تو پتھر توڑ دیتے ہیں
علی کا زور تلواروں پہ تکیہ کر نہیں سکتا
یہ تلواروں کو بھی میداں میں اکثر توڑ دیتے ہیں

سلام

کسی کی خودسری آگے علیؑ کے چل نہیں سکتی
جوانِ کے سامنے اٹھتا ہے وہ سر توڑ دیتے ہیں
کوئی کیا جانے اُنکے بازوؤں میں زور کیا ہوگا
جو اپنی انگلیوں سے بابِ خیبر توڑ دیتے ہیں
وہ بے ایمان پیاسے ہی مریں گے روزِ محشر بھی
عداوت کر کے ساقی سے جو ساغر توڑ دیتے ہیں
علیؑ کے سامنے ہے کیا حقیقت رشتہ داری کی
مسلماں جوڑ دیتے ہیں یہ بڑھ کر توڑ دیتے ہیں

اسطرح رہتا ہوں میں مشکلکشا کے سامنے
جسطرح سائل کوئی حاجت روا کے سامنے
سوچتا ہوں جب نصیری کے خدا ہیں مرتضیٰؑ
حشر میں جائینگے پھر وہ کس خدا کے سامنے
میری یہ آنکھیں غمِ شبیر میں چھلکی ہوئی
جیسے دو کوثر ہوں نہرِ علقمہ کے سامنے
سجدہء حق میں جبیں جھکتی ہے اپنے وقت پر
دل جھکا رہتا ہے ہر وقت کربلا کے سامنے
میری نظروں میں ہوئی اُس وقت باطل کو شکست
رودئے اعدا جو اصغرؑ کی ادا کے سامنے
مرنا تو برحق ہے محشرؔ بس یہ اک خوف ہے
کیا عمل لیکر میں جاؤنگا خدا کے سامنے

سلام

وقتِ مشکل اک ذرا میں نے کہا مشکلکشا
مشکلیں مشکل میں ہیں مشکلکشا کے سامنے
شکریہ ناکام ہوکر آنیوالو شکریہ
تم علم واپس تو لائے مصطفیٰؐ کے سامنے
یوں عدو تھے حملہء شیرِ خدا کے سامنے
حشر جو تنکوں کا ہوتا ہے ہوا کے سامنے
بولے شہؑ یہ حضرتِ عباسؑ کو دیکر علم
مت الٹنا آستیں بھی اشقیا کے سامنے
دیکھ کر نامحرموں کو یہ سکینہؑ نے کہا
بے ردا آئے نہ ہم ایک دن چچا کے سامنے

سلام

تیری خلقت پہ خود خالق کی قدرت ناز کرتی ہے
شبِ اسریٰ تجھے پاکر نبوت ناز کرتی ہے
وہ خطبے بعد مرسل جو پڑھے تھے آج تک ان پر
فصاحت فخر کرتی ہے بلاغت ناز کرتی ہے
وہ فاقے ہوں کہ جو کی روٹیاں ہے شکرِ حق لب پر
یہی تو بس وہ منزل ہے کہ قدرت ناز کرتی ہے
ملک چوکھٹ پہ سر رکھیں نبیؐ تعظیم کو اٹھیں
لپٹ کر تیرے قدموں سے جلالت ناز کرتی ہے
جو تیری مدح میں اُترے وہ سورہ فخر کرتا ہے
جو تیری شان میں آئے وہ آیت ناز کرتی ہے
وہ مریمؑ تھیں کہ جن کا فخر عصمت بن گئی لیکن
تیرا بیٹا قیامت تک رہیگا ساتھ قرآں کے
تری ھستی پہ احمدؐ کی شریعت ناز کرتی ہے
تری الفت مٹادیتی ہے سارا دفترِ عصیاں
شفاعت پر تری خالق کی رحمت ناز کرتی ہے
بچائی عزتِ دیں اسطرح سے تیرے بیٹوں نے
کہ جن پر آج تک ایماں کی قسمت ناز کرتی ہے
وہ جو کی روٹیاں پکی جو تیرے پاک ہاتھوں سے
پہنچ جاتی ہیں جنت تک تو جنت ناز کرتی ہے
یہ فطرت ہے کہ سب اپنے شرف پر فخر کرتے ہیں
ترے قدموں تک آکے خود فضیلت ناز کرتی ہے
تری عصمت وہ ہے خود جس پہ عصمت ناز کرتی ہے

سلام

مدحِ علیؑ کا میں نہیں دفتر لئے ہوئے
ہاتھوں پہ ہوں نجات کا محضر لئے ہوئے
جھولے میں بھی تو کھیل علیؑ کے نرالے ہیں
روح الامیں پروں کو ذرا گن تو لیجئے
ہیں انگلیوں میں کلمہء اژدر لئے ہوئے
پھرتی ہے ذوالفقارِ علیؑ پر لئے ہوئے
عباسؑ بھر کے مشک جو نکلے تو غل ہوا
حیدرؑ کو چشمِ بد سے بچائے میرا خدا
حیدرؑ چلے ہیں دوش پہ کوثر لئے ہوئے
قائم ہوا پہ ہے درِ خیبر لئے ہوئے
بولی سکینہؑ اے پھپھی اماں کہاں ہیں آپ
عابدؑ کبھی جو ضعف سے رکتے تھے بار بار
جاتا ہے شمر وہ میرے گوہر لئے ہوئے
بڑھتے تھے تازیانہ ستم گر لئے ہوئے
تیار قافلہ ہے لطافتؔ پئے سفر
ہم بھی کھڑے ہیں کاندھے پہ بستر لئے ہوئے

سلام

کیسا خوش خوش جارھا ہے شافعِ محشر کے پاس
گوہرِ اشکِ غمِ سرور تو ہیں منظر کے پاس
دیدنی تھی کیا شبِ ہجرت کے متوالے کی نیند
رہ گئے دشمن بھی تلواریں لئے بستر کے پاس
سونے والے اے شبِ ہجرت کے سوآرام سے
ننگی تلواروں کا پہرہ ہے تیرے بستر کے پاس
جانتی تھی ماں شبِ عاشور ہی تک ہے یہ چاند
شمع اک روشن کئے بیٹھی رہی اکبرؑ کے پاس
یا شہِ دیں آپ سے کھودی نہ جائیگی لحد
لاشہء اصغرؑ لٹا دیجئے علی اکبرؑ کے پاس

جز علیؑ لڑنے نہ آیا کوئی بھی عنتر کے پاس
بیٹھنے والے بہت بیٹھے تھے پیغمبرؐ کے پاس
گر نہیں دل میں ولائے ساقیء خمِ غدیر
پینا کیسا جا نہیں سکتا کوئی کوثر کے پاس
اُنکو روک اے معترض ہم تو سمجھتے ہیں امام
کہتے جاتے ہیں خدا کہتے ہوئے حیدرؑ کے پاس
کھودتے ہیں قبرِ اصغرؑ کہتے جاتے ہیں حسینؑ
اب تجھے کس منہ سے لیجاؤں تیری مادر کے پاس

سلام

نمازیں ڈھونڈتی ہیں سجدہء سرور نہیں ملتا
اذانیں رو رہی ہیں لہجہء اکبرؑ نہیں ملتا
جو کہتے ہیں کہ دنیا میں کہیں کوثر نہیں ملتا
اُنہیں کیا ایک بھی آلِ نبیؐ کا گھر نہیں ملتا
وہ مومن ہیں ابوطالبؑ کہ جس سے یہ بگڑ جائیں
پھر اُس سے بانیء اسلام کا گھر بھر نہیں ملتا
حسینؑ اور تجھ کو محشر میں نہ پہچانے یہ ناممکن
کوئی اپنوں سے شاہدؔ اجنبی بن کر نہیں ملتا

ہے بت بننا تو آساں بت شکن نہیں ملتا
خدا ملتے ہیں لاکھوں ایک بھی حیدرؑ نہیں ملتا
مٹانے والے تاریخوں سے زینبؑ کے فسانے کو
تجھے کیا نقش انکا قلبِ مومن پر نہیں ملتا
دلوں کے فاصلے کم ہوں یہ ہے مفہوم قربت کا
قریب آ بیٹھنے سے قربِ پیغمبرؐ نہیں ملتا

شہ نے کہا اے بہن کون ہمیں روئے گا
ہم ہیں غریب الوطن کون ہمیں روئے گا

شب کو جو تھے ہم نشیں ان میں سے کوئی نہیں
سو چکی سب انجمن کون ہمیں روئے گا

یعنی جو تھے حق شناس جن سے تھی جینے کی آس
ان سے ہے آباد بن کون ہمیں روئے گا

چلتے ہی مجھ پر چھری بہنا تُو بڑھ جائیگی
ہم رہے پھر اور یہ بن کون ہمیں روئے گا

جاؤ اگر تم وطن تو صغرا سے کہنا بہن
لٹ گیا سارا چمن کون ہمیں روئے گا

غیر وطن میں مکیں آئے اجل گر کہیں
کون تو دیگا کفن کون ہمیں روئے گا

سلام

شرابِ حبِ حیدرؑ پی کے دیوانے کہاں جاتے
سوا کعبے کے اپنے دل کو بہلانے کہاں جاتے

اگر ہم ساغرِ مے انگلیوں پر گن کے پی لیتے
تو پھر اے شیخ یہ تسبیح کے دانے کہاں جاتے

یہ دنیا ہے یہاں ہر چیز کی ضد بھی ضروری ہے
اگر سب مسجدیں ہوتی تو بت خانے کہاں جاتے

رہا بزمِ نبی میں بھی ہمیشہ مضطرب مجمع
اگر اپنے ہی سب ہوتے تو بیگانے کہاں جاتے

نہ بھر دیتے اگر آلِ نبی دامن فرشتوں کا
زمانے بھر کے آگے ہاتھ پھیلانے کہاں جاتے

یہ روضے پنجتن کے بھیک دینے کا بہانہ تھے
ملک دنیا میں آکر مانگنے کھانے کہاں جاتے

چلا ہے کربلا کا کارواں آہستہ آہستہ
الم کی چھارہی ہیں بدلیاں آہستہ آہستہ
گلا ہے خشک شدت پیاس کی اورسنِ جوانی کا
نہ دیں کیونکر علی اکبرؑ اذاں آہستہ آہستہ
کہا اکبرؑ نے بابا دردِ دل اٹھتا ہے رہ رہ کر
نکالیں آپ سینے سے سناں آہستہ آہستہ
سمجھ کر گود ماں کی سوگیا بے شیر تربت میں
زمینِ قبر نے دیں لوریاں آہستہ آہستہ
بدن سب چُور تھا زخموں سے قاسمؑ کا دمِ مردن
بڑی مشکل سے لی انگڑائیاں آہستہ آہستہ
شقی بچی کی صورت دیکھ سہمی جاتی ہے ڈر سے
اتار اے شمر اُسکی بالیاں آہستہ آہستہ

سلام

نبیؐ جب باغِ جنت میں گئے معراج کی شب کو
جھکیں فرطِ ادب سے ڈالیاں آہستہ آہستہ
پدر کی قوتِ برداشت کا تھا دھیان اکبرؑ کو
دمِ مردن جو لی تھیں ہچکیاں آہستہ آہستہ
علی اکبرؑ جوانی کی قسم دم بھر ٹھر جاؤ
چلی آتی ہے پیچھے پیچھے ماں آہستہ آہستہ
علی اصغرؑ بیانِ تشنگی کرتے تو کیا کرتے
پھرادی خشک ہونٹوں پر زباں آہستہ آہستہ
کبھی اکبرؑ کے لاشے پر کبھی اصغرؑ کے لاشے پر
شہِ دیںؑ دے رہے ہیں امتحاں آہستہ آہستہ
شہیدؔ اب آئینے کو دیکھنے سے ہوچکی نفرت
کہ رُخ پر آرہی ہیں جھریاں آہستہ آہستہ

سلام

ہے سلام اُس پہ جو کہتی تھی صدا ہائے حسینؑ
ظالموں نے تجھے پانی نہ دیا ہائے حسینؑ
گھوڑے دوڑائے لعینوں نے تیرے لاشِ پر
جیسے تو سبطِ پیمبرؐ ہی نہ تھا ہائے حسینؑ
شمرِ بے دین نے کچھ اسطرح سے موتی چھینے
خون کانوں سے سکینہؑ کے بہا ہائے حسینؑ
جس جگہ خیمہء زینبؑ تھا وہاں سے اب تک
آج بھی آتی ہے کانوں میں صدا ہائے حسینؑ

علی اکبرؑ نے تیرے سامنے برچھی کھائی
قتل اصغرؑ تیرے ہاتھوں پہ ہوا ہائے حسینؑ
زخم لگتا تھا جو حضرت کے تنِ نازک پر
لاشِ انصار سے آتی تھی صدا ہائے حسینؑ
نہ رہا کوئی جنازے کا اٹھانے والا
تنِ زخمی تیرا تیروں پہ رہا ہائے حسینؑ
جل گئے خیمے چھنی چادریں سامان لٹا
بعد تیرے ہوئی ہم پر یہ جفا ہائے حسینؑ

سلام

سلامی کربلا کو جب چلے حضرتؑ مدینے سے
بہت روئے لگا کر فاطمہ صغراؑ کو سینے سے
تمہارے کپڑے میلے ہیں بدل ڈالو انہیں صغراؑ
کہا بابا معطر ہیں علی اصغرؑ کے پسینے سے
چچا کے ہاتھ کٹ جائینگے قاسمؑ کا کٹے گا سر
گزر جائیگا جب نیزہ علی اکبرؑ کے سینے سے
فصیح اک شور برپا تھا وہاں فریاد و شیون کا
حسین ابنِ علیؑ کا کوچ ہوتا ہے مدینے سے

پکارے الوداع اے فاطمہ صغراؑ خدا حافظ
ہمیں تم پھر نہ دیکھو گی یہ ہم سمجھے قرینے سے
نہ کرنا یاد بھی ہم کو سمجھنا مرگئے بابا
مٹادینا ہمارا نام ہی دل کے نگینے سے
خوشی کرنا رجب کے ماہ سے تا ماہِ ذی الحج تک
مگر کرنا عزاداری محرم کے مہینے سے

مجرئی شاہ کا ہوں خلد میں ہے گھر میرا
منتظر حوریں ہیں مشتاق ہے کوثر میرا
بانو کہتی تھی کہ جنگل میں ڈریگا لوگو
کبھی تنہا نہیں سویا علی اصغرؑ میرا
کہتی تھی روحِ محمدؐ یہ تماشائیوں سے
بند آنکھیں کرو کنبہ ہے کھلے سر میرا
شاہؑ کہتے تھے کہ کیا قتل کروں امت کو
میں ہوں شمشیرِ خدا صبر ہے جوہر میرا
گریہء احمدؐ و زہراؑ کی صدا آتی تھی
پکڑے لیتا تھا کوئی ہاتھ سے خنجر میرا

سلام

شاہ کہتے تھے لعینوں نہ ستاؤ مجھکو
ماں ہے زہراؑ میری نانا ہے پیمبرؐ میرا
جو کوئی پوچھتا کیا سن تھا تو کہتی بانوؑ
چھ مہینے سے بھی کم تھا علی اصغرؑ میرا
شاہ کہتے تھے نہ سوجھی مجھے عباسؑ کی لاش
لے گئے ہاتھ پکڑ کر علی اکبرؑ میرا
شمر کہتا تھا میں جب کرتا تھا شبیرؑ کو قتل
کیسی مظلومی سے منہ تکتے تھے سرور میرا
گر فلک مجھ سے ہے برگشتہ تو کیا غم ہیں انیسؔ
پنجتن حامی ہیں اللہ ہے سر پر میرا

سایہء دامانِ رحمت چاہیے تھوڑا مجھے
میں نہ چھوڑوں یا نبیؐ تم نے اگر چھوڑا مجھے
بے سواری ہم نہ جائینگے نمازِ عید کو
نانا جاں جنت سے منگوادیجئے گھوڑا مجھے
تھام لو زلفوں کو میری چاہیئے تم کو لگام
اُس طرف مڑ جاؤنگا تُو نے جدھر موڑا مجھے

سلام

عید کے دن مصطفیٰؐ سے یوں لگے کہنے حسینؑ
سبز جوڑا دو حسنؑ کو سرخ دو جوڑا مجھے
آپ نے فرمایا بیٹا میرے کاندھے پر چڑھو
ننھے ننھے ہونٹوں سے کہتے چلو گھوڑا مجھے

سلام

گھر کو چھوڑا شاہ نے جنگل بسانے کیلئے
کربلا میں آئے تھے دنیا سے جانے کیلئے
شہ اٹھے پڑھ کر نمازِ صبح محشر ہوگیا
حضرت زینبؑ چلیں کپڑے پہنانے کیلئے
تھی صدا زہراؑ کی زینبؑ مرگیا تیرا حسینؑ
گھر میں جا بیٹھی صفِ ماتم بچھانے کیلئے
حضرتِ سجادؑ راہِ شام سے واقف نہ تھے
ہاتھ پکڑے تھی رسن رستہ بتانے کیلئے
دستِ عابدؑ چوم کر طفلی میں کہتے تھے حسینؑ
پھول سے یہ ہاتھ ہیں قبریں بنانے کیلئے

ظہر کو زینبؑ سے جب ملنے گئے گھر میں حسینؑ
کوئی ڈیوڑھی پر نہ تھا پردہ اٹھانے کیلئے
کہتی تھی ماں خط میرے اکبرؑ کو تھا پیغامِ مرگ
یہ جوانی آئی تھی گویا بلانے کیلئے
بڑھتی ہے منت غذا اصغرؑ کی ہوتی ہے شروع
دودھ چھٹتا ہے چلے ہیں تیر کھانے کیلئے
کھیلتی تھیں خاک سے طفلی میں زینبؑ بارہا
مشق کی تھی کربلا میں خاک اڑانے کیلئے
اے تعشقؔ وائے حسرت کچھ نہیں زادِ سفر
ہاتھ خالی بیٹھے ہو دنیا سے جانے کیلئے

سلام

یہ کربلا ہے وہ کوفہ وہ شام ہے زینبؑ
حسینؑ جاچکے اب تیرا کام ہے زینبؑ
یزید اسِ سے نہ ٹکرا یہ تخت الٹ دے گی
حسینیت کا مکمل نظام ہے زینبؑ
یہاں تو تُو ہی علیؑ بھی ہے اور حسینؑ بھی ہے
یہ کربلا نہیں بازارِ شام ہے زینبؑ
غمِ حسینؑ بھی باقی ہے اور ہم بھی باقی ہیں
یہ تیرا صدقہ تیرا اہتمام ہے زینبؑ

خطیبِ منبرِ زکرِ امام ہے زینبؑ
حسینیت کی بقائے دوام ہے زینبؑ
زباں میں کیا ہے دلوں کو نہ پیس دے تو کبھی
خدا کے شیر کا زورِ کلام ہے زینبؑ
حسینؑ اب نہیں لیکن جہاد جاری ہے
جہادِ کرب و بلا تیرا نام ہے زینبؑ

کسی در پر درِ ساقی کے مستانے نہیں جاتے
اندھیرا ہو تو بھولے سے بھی پروانے نہیں جاتے
خدا و مصطفیٰؐ مرتضیٰؑ کی معرفت کیا ہو
یہ پہچنوائے تو جاتے ہیں پہچانے نہیں جاتے
نہ ہوتا مرحلہ امت کی بخشش کا تو پھر اصغرؑ
پدر کی گود میں تیرِ ستم کھانے نہیں جاتے
مچلتا ہے دلِ ناداں تو سمجھاتا ہوں قیصؔر اکثر
کہ دانا کربلا جاتے ہیں دیوانے نہیں جاتے

سلام

درِ جنت پہ بھی پہچاننے والوں کا پہرہ ہے
وہاں اپنے چلے جاتے ہیں بیگانے نہیں جاتے
علیؑ سے بغض چہروں کی نقابیں چاک کرتا ہے
منافق تا قیامت ورنہ پہچانے نہیں جاتے
یہ شب کی اوس دن کی دھوپ نے چہرے بگاڑے ہیں
اسیرانِ جفا ہندہ سے پہچانے نہیں جاتے

تڑپ نہ جانا کہیں دل کو تھام لو بھائی
دمشق سے بہن آئی سلام لو بھائی
بنائی قبر سکینہؑ کی میں نے زنداں میں
اب اور ایسے نہ زینبؑ سے کام لو بھائی
بہن نے کام کیا والدہ سے کہہ دینا
میری طرف سے یہی ایک پیام لو بھائی

سلام

ذرا گنو تو سہی کتنے نشاں ہیں دروں کے
حسابِ معرکہء فتحِ شام لو بھائی
تھا ایک وقت کہ میں نے رکاب تھامی تھی
سوار ہوتی ہوں بازو کو تھام لو بھائی

کون قائل تھا سلامی کہ جناں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے

نامِ شبیرؑ پہ بے ساختہ گریاں ہونا
بعد کلمے کہ یہ ایماں کا نشاں اور بھی ہے

بال کھولے ہوئے لاشے پہ جو آئیں زہراؑ
حرؑ نے سمجھا یہ دمِ نزع کہ ماں اور بھی ہے

جسکی آواز پہ نبیوں نے صفیں باندھی تھیں
کہیں اکبرؑ سی زمانے میں اذاں اور بھی ہے

برچھیاں مار کے اکبرؑ کو لعینوں نے کہا
شہؑ سے پوچھو کوئی فرزند جواں اور بھی ہے

اپنے فرزندوں کے مرنے پہ بھی گریاں نہ کیا
دہر میں زینبؑ مظلوم سی ماں اور بھی ہے

سلام

صدقے اُس دل کے جو ہو حبِ علیؑ سے آباد
اس سے بہتر کوئی دنیا میں مکاں اور بھی ہے

ماں نے قاسمؑ سے کہا صبح کو تم ہوگے شہید
اس لئے بیاہ کی جلدی میری جاں اور بھی ہے

شہؑ سے زینبؑ نے کہا تم جو ہو مشتاقِ قضا
میری اماں کا کوئی فاتحہ خواں اور بھی ہے

اے فلکِ پیر تجھے شہؑ کی ضعیفی کی قسم
علی اکبرؑ سا زمانے میں جواں اور بھی ہے

لاکے ششماہے کو ہاتھوں پہ یہ بولے مولا
نزرِ حق کیلیئے یہ غنچہ دہاں اور بھی ہے

لاشے پامال سرِ شام جو ہوتے ہیں نظیرؔ
باغِ زہراؑ پہ ستم بعد خزاں اور بھی ہے

معرکہ کرب و بلا کا سر کیا خیبر کے بعد
ہُو بہو گھر میں تھے عباسِ علیؑ حیدرؑ کے بعد

حیدرِ کرارؑ کی آنکھوں میں آنسو آگئے
شاہِ دیں جب ٹھوکریں کھانے لگے اکبرؑ کے بعد

سلام

دو ہی سجدے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ کی یادگار
اک علی اکبرؑ سے پہلے ایک علی اصغرؑ کے بعد

وہ تو یوں کہیئے اجازت دی نہیں عباسؑ کو
دوسرے حیدرؑ کو دنیا دیکھتی حیدرؑ کے بعد

سلام

خدا کی راہ میں کارِ نمایاں ایسے ہوتے ہیں
تہہِ خنجر کئے سجدے مسلماں ایسے ہوتے ہیں
حسینؑ قافلہ اے کربلا پیاسہ گزرتا ہے
عطش پر صبر کر لیتے ہیں مہماں ایسے ہوتے ہیں
قدم پر شاہؑ کے دم نکلا حبیبؑ ابنِ مظاہر کا
محبت کی وفا کے عہد و پیماں ایسے ہوتے ہیں
خدا ہی جانے دل سے کیا کہا ہوگا نگاہوں نے
سکینہؑ کو خبر کیا تھی کہ زنداں ایسے ہوتے ہیں

وہ پیاری پیاری شکلیں دیکھ کر آلِ پیمبرؐ کی
ستاروں نے کہا اے چاند انساں ایسے ہوتے ہیں
جوانی رن سے کہتی آ رہی ہے لاشِ قاسمؑ پر
کہ اسلامی جوانمردوں کے ارماں ایسے ہوتے ہیں
ہزاروں سے ترائی چھین لی جب ایک پیاسے نے
لبِ ساحل پکارے مردِ میداں ایسے ہوتے ہیں
سنا کر نجمؔ قصہ کربلا والے شہیدوں کا
مسلمانوں کو سمجھا دو مسلماں ایسے ہوتے ہیں

سلام

اب کیا میرے گناہ رہینگے حساب میں
گھل مل گیا ہوں خاکِ درِ بوتراب میں
بندے جنھیں کلام ہے عطرت کے باب میں
اصلاح دے رہے ہیں خدا کی کتاب میں
پروردہء غدیر کی اللہ رے مستیاں
کوثر ڈبو دیا ہے ولا کی شراب میں
یہ اپنی جان دے کہ بچاتے نہ کسطرح
اسلام کمسنی میں تھا اکبرؑ شباب میں
تا شام روندتے ہوئے عابدؑ چلے گئے
کانٹے تھے پھول ولولہء انقلاب میں

کتنی ہی سورتیں ہیں خدا کی کتاب میں
لاؤ کوئی شبیہِ نبیؐ کے جواب میں
گزری ہے عمر بندگیء بوتراب میں
میں بھی شریک ہوں شرفِ آفتاب میں
دل ہو نہ زباں تو نصیری ضرور تھی
جب منہ کھلا کنندہء خیبر کے باب میں
اصغرؑ بڑے بڑوں سے کچھ آگے نکل گئے
کیا گھٹنیوں چلے ہیں یہ راہِ ثواب میں
رفعت میرے کلام کی حرف آشنا ہے نجمؔ
بھیجی ہے فکر دامنِ برق و سحاب میں

کروٹیں دل کیوں نہ لے اُس حشر کے آنے کے بعد
چپکے بیٹھیں کس طرح مولا کے اٹھ جانے کے بعد
لاش کو کڑیل جواں کی کس طرح لائیں حسینؑ
سیدھے ہوسکتے ہیں بھائی کے مرجانے کے بعد
دیکھ کر لاشوں کو یوں آواز دیتے تھے حسینؑ
ہم اکیلے رہ گئے ہیں سب کے مرجانے کے بعد
بال کھولے بیبیوں نے منہ چھپانے کیلئے
اور کیا کرتے حرم چادر کے چھن جانے کے بعد

روضہء احمدؐ کی زینت ساتھ اُس کے چل بسی
جو مدینے کو نہ پلٹا کربلا آنے کے بعد
لاشہء بے شیر کو دل سے لگائے ہیں حسینؑ
پھول پیارا ہوگیا کچھ اور مرجھانے کے بعد
نوکِ نیزہ پر ہے قرآں کی تلاوت میں حسینؑ
اب زباں تر ہورہی ہے خشک ہوجانے کے بعد
عورتیں کوفے کی صدقے دے رہی ہیں پھینک کر
کون پہچانے انہیں اسطرح لٹ جانے کے بعد

دنیا دکھائی دیتی ہے ماتم سرا مجھے
کرنا ہے کس غریب کا ماتم بپا مجھے
یہ کس خدا پرست مسافر کا ہے مزار
ہے جسکی خاکِ پاک پہ سجدہ روا مجھے
یہ کس کے چھ مہینے کے بچے کی قبر ہے
سینے سے دل نکال کے رکھنا پڑا مجھے
نالا یہ کس کا گونج رہا ہے لبِ فرات
ہوں تشنہ لب پلایئے پانی چچا مجھے

اللہ ذرے ذرے سے آتی ہے بوئے خوں
کچھ اپنا ماجرا تو سنا کربلا مجھے
تسبیح ہے کہ خون کے قطرے کسی کے ہیں
اے کربلا کی خاک یہ کیا دیدیا مجھے
تُو مشہدِ حسینؑ ہے عرش پر زمین
اپنے میں جلد کرلے برائے خدا مجھے
شاعر ہوں اہلبیتؑ کا میں نجمؔ دلفگار
پہچانتے ہیں کشتہء راہِ خدا مجھے

راکبِ دوشِ نبیؐ ہے ذاتِ والائے حسینؑ
کس بلندی سے اتر کر زیرِ تیغ آئے حسینؑ
کربلا کے معرکے کی حد کسے معلوم تھی
وقت پر اصغرؑ کو جھولے سے اٹھا لائے حسینؑ
دشتِ غربت تشنگی قربانیوں کا سلسلہ
کن اداؤں میں ہوئی تکمیلِ منشائے حسینؑ
حوصلہ اپنا بڑھایا انکے زکرِ افکار سے
وقتِ نازک آپڑا جب سب کو یاد آئے حسینؑ
کیا ضرورت آپڑی دنیا کو تیرے خون کی
فاطمہؑ کے لاڈلے زینبؑ کے مانجائے حسینؑ

سلام

کتنے درد و غم تھے شامل اک غمِ اسلام میں
عارفانِ غم سے پوچھو رازِ غم ہائے حسینؑ
روئے زیبائے پیمبرؐ رونقِ کون و مکاں
رونقِ دوشِ پیمبرؐ روئے زیبائے حسینؑ
کیسے کیسے اہلِ دل تھے راہِ منزل میں مگر
کربلائے عشق کے محبوب کہلائے حسینؑ
صبح جنت کو چلا ہے حُرؑ سوادِ شام سے
دیدنی ہے آخری تصویرِ شیدائے حسینؑ
بن گئی انسان کا معبد زمینِ کربلا
نجمؔ جب عزم و عمل کی زندگی لائے حسینؑ

اکبرؑ نبیؐ نہیں ہے نبیؐ کا شباب ہے
صورت ہے لیکن اپنی جگہ خود کتاب ہے
اکبرؑ اذاں کے وقت سراپا رسولؐ تھا
اب منزلِ جہاد ہے اب بوتراب ہے
اکبرؑ کی سمت ہے نگاہِ وارثِ رسولؐ
دینِ خدا کا لب پہ سوالِ شباب ہے

سلام

وہ آرہا ہے فوجِ عدو سے نکل کے حرؑ
اکبرؑ تیری اذاں کا یہ پہلا جواب ہے
جزبہ کبھی کٹا ہے کسی ضربِ تیغ سے
لوگو حسینؑ فرد نہیں انقلاب ہے
خود دھوپ سایہ ہو جو اشارہ کریں امامؑ
پھیرا تھا جو علیؑ نے وہی آفتاب ہے

سلام

زمینِ کربلا بھی یاد کرتی ہے تہہ دل سے
ہمیں پردیس میں بھی رنجِ تنہائی نہیں رہتا

نہ پوچھو زائروں کو کیا صدا آتی ہے منزل سے
صدائے یا حسینؑ آئی جہاں دل مل گیا دل سے

گزر جاتی ہیں عمریں کربلا کا غم سمجھنے میں
شہادت کا شرف پایا تولا میں فنا ہو کر

یہ آب وگلِ کا پیکر آدمی بنتا ہے مشکل سے
اٹھے بھی ہم تو زندہ ہی اٹھے دنیا کی محفل سے

گرے عباسؑ گھوڑے سے تو گونجی یہ صدا رن میں
علیؑ نے دودھ کا شربت پلایا ابنِ ملجم کو

سرک جائیگا دریا لاش اٹھے گی نہ ساحل سے
کسی نے اس طرح بدلہ لیا ہوگا نہ قاتل سے

وہ اس ماحول سے شکرِ خدا کرتے گئے ہونگے
ولائے اہلبیتِ مصطفیٰ ؐ کی عظمتیں پوچھو

جو زنداں کو سدھارے شام کے حاکم کی محفل سے
کسی شائستہ ء غم سے کسی شائستہ ء دل سے

جگہ بزمِ غزل میں دیں نہ دیں وارفتہ ء دنیا
مجھے ہے نجمؔ نسبت مدحتِ مولاؑ کی محفل سے

سلام

تمام منظرِ عالم پہ کیسے چھائے حسینؑ
پسر کی لاش پہ جس وقت مسکرائے حسینؑ

جہاں مقام تھا رونے کا مسکرائے حسینؑ
کہ جھک کے چوم لئے آسماں نے پائے حسینؑ

قدم قدم پہ مصائب کا سامنا ہی رہا
نہ جھاڑ بادِ صبا اسکو اپنے دامن سے

مگر نہ راہِ محبت میں ڈگمگائے حسینؑ
جبینِ شوق پہ رہنے دے خاکِ پائے حسینؑ

ہزار ظلم و ستم گو کہ ڈھائے اعدا نے
وہاں فلک کی ستائی وہ بنتِ زہراؑ ہے

مگر نہ حرفِ شکایت زباں پہ لائے حسینؑ
قدم قدم پہ جو گرتی ہے کہہ کے ہائے حسینؑ

ذبح ابنِ مالکِ کوثر جو پیاسہ ہوگیا
پانی پانی شرم سے مجرئی دریا ہوگیا
مومنو رونے کی جا ہے قید میں زینبؑ رہی
کربلا میں قید میں فرزندِ زہراؑ ہوگیا
جب چچی نے بال کھولے تب سکینہؑ نے کہا
قتل کیا دریا پہ لوگو میرا سقہ ہوگیا
سر برھنہ ہو کے زینبؑ نے کہا شکر ہے
اب ہمارا حال اعدا کو طمانچہ ہوگیا
لاشِ اصغرؑ پہلوئے اکبرؑ میں رکھ کر بولے شاہؑ
اے علی اکبرؑ تمہارا باپ تنہا ہوگیا

سلام

اب تلک مقتل میں آکر کہتی ہے رُوحِ بتولؑ
اے زمینِ کربلا مہماں ترا کیا ہوگیا
سر کھلے بازو بندھے وارث موئے پیارے موئے
ایک دن میں عطرتِ حیدرؑ پہ کیا کیا ہوگیا
پیاسے دریا پر گئے تھے مشک بھرنے کے لئے
پر چچا کے خون کا دریا ہی پیاسہ ہوگیا
بیٹھی بیٹھی بول اٹھی بانو کلیجہ تھام کر
ہائے وارث مرگئے گھر لٹ گیا کیا ہوگیا

صحنِ مقتل کو جو سجدوں سے سجا دیتے ہیں
خوں کے ہر قطرے کو تاریخ بنادیتے ہیں
زکرِ شبیرؑ ہے خود وقت کے ہونٹوں کی پکار
ہم تو آواز میں آواز ملادیتے ہیں
جب بھی آجاتا ہے سقائے سکینہؑ کا خیال
بچے سوکھے ہوئے کوزوں کو گرا دیتے ہیں

سلام

امتی یوں بھی رسالت کا صلہ دیتے ہیں
گھر جلادیتے ہیں قرآن جلادیتے ہیں
نصرتِ دیں کو بلاتی ہے جب آوازِ امامؑ
بچے لبیک کی جھولے سے صدا دیتے ہیں
رخِ زینبؑ سے نگاہوں کو ہٹانے کیلئے
شاہِ دیںؑ نیزے پہ قرآن سنادیتے ہیں

سلام

وصفِ علیؑ رقم جو کیئے جارہا ہوں میں
کفارہء گناہ دیئے جارہا ہوں میں
حق گوئی شرطِ الفتِ آلِ رسولؐ ہے
باطل کا پردہ چاک کیئے جارہا ہوں میں
گر صد ہزار مشکلیں آئیں تو کیا خطر
مشکلکشاء کا نام لئے جارہا ہوں میں
روشن ہے دل میں آتشِ عشقِ ابوترابؑ
دامانِ تر کو آنچ دیئے جارہا ہوں میں
زاہد سنا ہے نزع میں آئینگے مرتضیٰؑ
یوں موت کی خوشی میں جیئے جا رہا ہوں میں

دستِ گناہ سے دامنِ دل چاک چاک ہے
اشکوں کے تار لے کے سیئے جا رہا ہوں میں
زائل ہو کیسے نشہء صہبائے حبِ دیں
چودہ پلارہے ہیں پیئے جارہا ہوں میں
انعامِ ایزدی کی نہیں کوئی انتہا
وہ دے رہا ہے اور لئے جارہا ہوں میں
دنیا سے کچھ بھی زادِ سفر لے سکا نہ ساتھ
داغِ غمِ حسینؑ لئے جارہا ہوں میں

سلام

ذکرِ اکبرؑ سے دلِ شہؑ تہہ و بالا ہوگا
بعدِ بے شیر یہ غم اور دوبالا ہوگا
بعد بابا کے چراغ ہونگے نہ شمع ہوگی
گھر میں جب آگ لگے گی تو اجالا ہوگا
کہتی تھی جھاڑ کے بالوں سے زمیں کو زہراؑ
کہ یہاں دفن میری گود کا پالا ہوگا
کہتے تھے دیکھ کے سب راہ میں سر اکبرؑ کا
کس طرح ماں نے کلیجے کو سنبھالا ہوگا

کوچ کی شب یہی صغراؑ نے کہا رو رو کر
کل نہ اس گھر میں کوئی گیسوؤں والا ہوگا
کوہِ غم شاہؑ نے کس طرح سے ٹالا ہوگا
نیزہ کیونکر دلِ اکبرؑ سے نکالا ہوگا
کمسنی دیکھ کے قاسمؑ کی لعیں کہتے تھے
ماں نے کس چاہ سے اس لعل کو پالا ہوگا

جو کہ مصروفِ سلامِ شہدا رہتا ہے
گو وہ رہتا نہیں پر نام صدا رہتا ہے
شاہِ دیں لاشہء اکبرؑ پہ کھڑے کہتے تھے
ہوش اس جا نہیں انساں کا بجا رہتا ہے
ہند کی بیٹی نے زنداں میں سکینہؑ سے کہا
سر تیرا کس لئے اے بہنا کھلا رہتا ہے
باپ مارا گیا بھائی ہوئے زنداں میں اسیر
اس مصیبت میں بھلا ہوش بجا رہتا ہے
ہے یہ شرمندگی پانی کے نہ لیجانے کی
نیزے پر بھی سرِ عباسؑ جھکا رہتا ہے
کہا سجادؑ نے اشک آنکھوں میں لب پر فریاد
پاؤں زنجیر میں رسی میں گلا رہتا ہے

شمر کہتا تھا یہی ماں ہے علی اکبرؑ کی
جس کا ایک ہاتھ کلیجے پہ دھرا رہتا ہے
روکے وہ بولی یتیموں کی نشانی ہے یہی
کُرتا بے وارثِ بچوں کا پھٹا رہتا ہے
رو کے یہ قاصدِ صغراؑ سے کہا عابدؑ نے
کہیو بھائی تیرا محتاجِ دوا رہتا ہے
خواب میں آنکے عابدؑ سے یہ شہؑ نے پوچھا
بیٹا احوال تیرا قید میں کیا رہتا ہے
شام ہوتی ہے تو اونٹوں سے اترتے ہیں حرم
پر سرِ شاہؑ تو نیزے پہ چڑھا رہتا ہے

سبق حسینؑ کی محنت سے لو خدا کیلئے
علیؑ پرست کہو یا خدا پرست مجھے

لہو بہایا تھا کیا ارضِ کربلا کیلئے
پکارتا ہوں علیؑ کو مگر خدا کیلیے

شباب اور علیؑ کا شباب کیا کہنا
نظر میں اسکی یہ لذاتِ دنیاوی کیا ہیں

خدا نے چھانٹ لیا جس کو لافتیٰ کیلئے
وہ روزے دار مزے جس نے ہل اتیٰ کے لئے

کمی ستم کی کہیں بہرِ اہلبیتؑ نہ تھی
حسینؑ کو جو ملے حق سے باپ ماں بھائی

حسنؑ نے لطف مدینے میں کربلا کے لئے
نہ مصطفیٰؐ کیلئے تھے نہ مرتضیٰؑ کیلئے

کسی کا سر بھی نہ پہنچا زہے عروجِ کمال
رہِ عمل میں اٹھائے جو مرتضیٰؑ نے قدم

علیؑ کے پاؤں بھی تھے دوشِ مصطفیٰؐ کیلئے
اصول بن گئے اللہ کی رضا کیلئے

جہادِ نفس میں سجادؑ کو یہ فکر کہاں
ملے نہ ہونگے علیؑ کو وہ ماں کی گود میں بھی

بچھے ہیں راہ میں کانٹے برھنہ پا کیلئے
مزے جو نیند کے بستر پہ مصطفیٰؐ کیلئے

جنابِ نجمؔ یہ عُزلت گزینیاں کب تک
یہ بے نیاز روش چھوڑیئے خدا کیلئے

یہ کیوں کہوں نہ ملا تشنہ کام کو پانی
نہ تھا قبول ہی پینا امامؑ کو پانی
ترستے کیا شہِؑ عالی مقام پانی کو
ترس گیا شہِؑ عالی مقام کو پانی
تلاش کرتا ہے اب تک ہر ایک ساحل پر
لبِ حسینِ علیہ السلام کو پانی
کمالِ بے ادبی تھا جو بڑھ کے چھولیتا
نسیم بادہء کوثر کے جام کو پانی

سلام

ذرا سا حکم جو دیتے فرات کو شبیرؑ
مجال تھی جو نہ آتا سلام کو پانی
بساطِ ارض و سما کیوں الٹ نہیں جاتی
حسینؑ تشنہ دھن فوجِ شام کو پانی
جہاں تڑپتے ہیں سب تین دن کے فاقے سے
وہاں نہ صبح کو پانی نہ شام کو پانی

جبکہ سقائے حرم خلق سے پیاسہ اٹھا
مجرئی شورِ قیامت لبِ دریا اٹھا
لاش دولھا کی دلھن کو نظر آئی ہے ہے
عقد کی صبح کو منہ پر سے جو مقنیٰ اٹھا
واہ کیا شیرِ الٰہی تھا علمدارِ حسینؑ
مرنے کے بعد بھی دریا سے نہ لاشہ اٹھا
خاکساری اسے کہتے ہیں کہ چالیسویں تک
نہ زمیں سے شہؑ مظلوم کا لاشہ اٹھا
باپ کے غم میں سکینہؑ نے قضا کی آخر
ننھی سی جان سے فرقت کا نہ صدمہ اٹھا

سلام

روکے حضرت نے کہا تم کو خدا کو سونپا
دانہ پانی میرا اس شہر سے صغراؑ اٹھا
کیسی سقائے سکینہؑ کو ترائی تھی پسند
نہر سے بعدِ شہادت بھی نہ لاشہ اٹھا
آسماں رونے لگا کرب و بلا کانپ گئی
بھائی کی لاش سے اک بھائی جو روتا اٹھا
بانوؑ ہر صبح کو رو رو کے یہ کرتی تھی بین
دودھ پینے کو نہ اب تک میرا بچہ اٹھا
غل ہوا اہلِ حرم میں کہ سکینہؑ ہے ہے
قید خانے میں جو ننھا سا جنازہ اٹھا

رسولؐ اپنے وصی کا شباب دیکھیں گے
علیؑ کے ہاتھ پہ خیبر کا باب دیکھیں گے
علیؑ کے روئے مبارک کے دیکھنے والے
اب اور کونسی حق کی کتاب دیکھیں گے
رسولِ پاکؐ کی آنکھیں تو بند ہونے دو
علیؑ جہاں میں بڑا انقلاب دیکھیں گے
حسینؑ لاشہء اکبرؑ پہ رن میں جاتے ہیں
پسر کا خون میں ڈھلتا شباب دیکھیں گے

نبیؐ کے دوش پہ ایک اور نقش ابھر آیا
ہٹایئے تو قدم بوترابؑ دیکھیں گے
چلو علیؑ کو نظر بھر کے دیکھنے والو
نبیؐ کے فرش پہ ہیں محوِ خواب دیکھیں گے
سرِ مبارکِ زینبؑ سے گر گئی ہے ردا
نکل تو آئے بھلا آفتاب دیکھیں گے
شرف غلامیء حیدرؑ کا ہم کو بس ہے رشیدؔ
وہ ہمکو دیتے ہیں اب کیا جواب دیکھیں گے

تپتے بن میں رہے پیاسے تو یہ سوکھا پانی
بچے روئے بھی تو آنکھوں سے نہ نکلا پانی
بے بسی دیکھ کے عباسؑ کا جی بیٹھ گیا
پیاسی بچی نے جو منہ کھول کے مانگا پانی

پیاس پر اُنکی نہ کیوں کر ہو کلیجہ پانی
تین دن جن کو نہ یوں دھوپ میں پہنچا پانی
تیسرا دن تھا کہ اصغرؑ کو نہ پانی دینا
بچہ چھ ماہ کا پیتا بھی تو کتنا پانی

بتوں سے پاک کرکے کعبے کو حیدرؑ نکلتے ہیں
خدا کے گھر کو اب کرکے خدا کا گھر نکلتے ہیں
یہ غل تھا باپ کا ورثہ جواں بیٹے نے پایا ہے
علم عباسؑ لیکر صورتِ حیدرؑ نکلتے ہیں
بگڑنے والے سارے کام بن جاتے ہیں پل بھر میں
ہم اپنے گھر سے جب کہہ کر علیؑ حیدرؑ نکلتے ہیں

علیؑ نے توڑ کر کعبے کے بت دکھلا دیا سب کو
خدائی کرتے تھے کعبے میں وہ پتھر نکلتے ہیں
کہا عباسؑ نے اعدا سے کیوں چلتے ہو تم اڑ کر
قضا آتی ہے جب بھی چونٹیوں کے پر نکلتے ہیں
بلا کے تیرنے والے تھے دریائے شہادت میں
لہو میں ڈوب جاتے ہیں لبِ کوثر نکلتے ہیں

سلام

غمِ حسینؑ میں بھولے مصیبتیں کیا کیا
اسِ ایک درد نے بخشی ہیں راحتیں کیا کیا
علیؑ و فاطمہؑ زہرا و شبرؑ و شبیرؑ
رسولِ پاک پہ اتری تھیں آیتیں کیا کیا
مقامِ خلد حیاتِ دوام و رزق و مدام
عطا ہوئی ہیں شہیدوں کو نعمتیں کیا کیا

گماں کسے تھا کہ حرؑ جا سکے گا جنت میں
درِ حسینؑ پہ بدلی ہیں قسمتیں کیا کیا
ہر آنکھ گوہرِ اشکِ عزا لٹاتی ہے
غمِ حسینؑ نے بخشی ہیں دولتیں کیا کیا
کہیں خدا کے سوا کس سے یہ کربلا والے
گزر گئی ہیں دلوں پر قیامتیں کیا

سلام

جب احد میں کھینچتے تھے تیغ حیدرؑ بار بار
لافتیٰ کہتے تھے جبریل و پیمبرؐ بار بار
مل گیا بستر شبِ ہجرت علیؑ کو مل گیا
جانشینی کا نہیں ملتا ہے بستر بار بار
کرتے جاتے شاہؑ کے قدموں پہ سر اپنے نثار
زندہ گر ہوتے بہتّر کے بہتّر بار بار
ایک سجدہ جو کیا سبطِ نبیؐ نے وقتِ عصر
ایسے سجدے میں نہیں جھکتا کوئی سر بار بار
رونے پاتی تھیں نہ اپنے وارثوں کو بی بیاں
تازیانے سے ستاتے تھے ستمگر بار بار

یاد رکھ اپنے ایماں کی گواہی کیلئے
ہم مناتے ہیں غمِ سبطِ پیمبرؐ بار بار
بار بار آتی رہی بن ٹھن کے دنیا سامنے
اور علیؑ مارا کئے ٹھوکر پہ ٹھوکر بار بار
کرتے ہیں اتمامِ حجت باعثِ نصرت نہیں
یہ جو ہل من ناصرٍ کہتے ہیں سرورؑ بار بار
پیاس کی شدت سے اتنا خشک تھا شہؑ کا گلا
دستِ قاتل میں بھی رک جاتا تھا خنجر بار بار
کیا عجب عباسؑ حضرت سے کہیں کیجئے کرم
آستاں پر آپکے آتا ہے جوہر بار بار

سلامی چشم سے رہ رہ کے خونِ دل ٹپکتا ہے
غمِ سجادؑ بیکس دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے
گلِ زہراؑ کے غم میں بلبلیں ہیں نوحہ خواں ساری
صدا فریاد کی آتی ہے جب غنچہ چٹکتا ہے
کہا صغراؑ نے شاید میرے بابا جاں پیاسے ہیں
گلے میں ساتویں تاریخ سے پانی اٹکتا ہے
کہا بانوؑ نے شہؑ سے تیر چلتے ہیں کلیجے پر
میرا منہ جب یہ بچہ نرگسی آنکھوں سے تکتا ہے
بچالو واسطہ زہراؑ کا صاحب میرے اصغرؑ کو
نہ بچہ دودھ پیتا ہے نہ اب آنکھیں جھپکتا ہے

دمِ تحریر گلریزی ہے یا سطریں ہیں کاغذ پر
صریرِ کلک ہے یا باغ میں بلبل چہکتا ہے
حرم روئے کہا جب آسماں کو دیکھ کر شہؑ نے
علی اکبرؑ اذاں دو صبح کا تارا چمکتا ہے
سکینہؑ ناز پرور قید کی آفت کو کیا جانے
یہ عالم ہے قفس میں جسطرح طائر پھڑکتا ہے
یہ ننھے ننھے دونوں ہاتھ بل کھاتے ہیں تکیوں پر
مسوڑھے ہوگئے ہیں نیلگوں تالو چپکتا ہے
صراحی دار گردن جب مڑی جاتی ہے بن پانی
گلے میں سانس جب رکتی ہے سر دے دے پٹکتا ہے

جب کبھی دل نے کسی غم میں کہا ہائے حسینؑ
دیر تک عالمِ غربت میں نظر آئے حسینؑ
خیمے کی طرف پھر گئے پھر آئے حسینؑ
ماں کا دل جانتا تھا گود میں کیا لائے حسینؑ
دی ہے قاسمؑ نے صدا آ گیا سرورؑ کو جلال
لیکے عباسؑ کو مقتل میں نکل آئے حسینؑ
بندگی ایک تو بندوں کی حقیقت بھی ہے ایک
پھر جو منشائے محمدؐ ہے وہ منشائے حسینؑ

رات اندھیری ہے تو منزل سے بھٹکنا کیسا
اپنی آنکھوں میں ہے جب نقشِ کفِ پائے حسینؑ
کاش تم دیکھتے بچے سے ہوا جو سلوک
روزِ عاشور یہ تھی ایک تمنائے حسینؑ
امتحانِ عصرِ سجدہ ہے شہہؑ کو منظور
ہے زمیں پر نگاہِ زلزلہ پیمائے حسینؑ
ہر قدم دشمنِ تازہ سے الجھنا ہے رشیدؔ
ہر نفس دیکھتے ہیں زورِ تولّائے حسینؑ

جب فشارِ وقت سے انسان گھبرا جائے ہے
کربلا بے ساختہ ایسے میں یاد آ جائے ہے
وہ نکلتا جا رہا ہے خیمہء ظلمت سے حرؑ
دیکھ لو سورج گہن سے یوں نکلتا جائے ہے
جب چلے عباسؑ دریا سے تو بول اٹھے عدو
مشک میں پانی نہیں کوثر چھلکتا جائے ہے

تربیت ذہنوں کی کرتی جا رہی ہے کربلا
آدمی خوابیدہ تھا بیدار ہوتا جائے ہے
خشک ہونٹوں سے علی اصغرؑ نے وہ حملہ کیا
اب یزیدی فوج سے ٹھہرا نہ بھاگا جائے ہے
جھومتی تھیں یوں تصور میں علی اصغرؑ کی ماں
دل بہلتا جائے ہے جھولا جو ہلتا جائے ہے

سلام

رہروانِ روحِ آزادی کے تیور دیکھئے
جسمیں اصغرؑ بھی ہیں وہ چھوٹا سا لشکر دیکھئے
ماتمِ شبیرؑ چودہ سو برس طے کرچکا
سب کے قصے رہ گئے رستے میں تھک کر دیکھئے
سوچئے یوں مقصدِ شبیرؑ و مفہومِ یزید
قافلہ اک سمت اور اک سمت لشکر دیکھئے

کرلیا دل میں غمِ شبیرؑ نے گھر دیکھئے
خانہء معبود کی دیوار میں در دیکھئے
خون دیتی ہے ابھی شبیرؑ کی خاکِ لحد
خاک میں بھی زندگی کے ہیں جوہر دیکھئے
اک طرف ارضِ نجف اک سمت ارضِ کربلا
نجمؔ لہریں لے رہا ہے کیا مقدر دیکھئے

سلام

انسان تھے سب شامل شبیرؑ کے لشکر میں
نکلے تھے بہتّر ہی دنیا کے بھرے گھر میں
مولا کے غلاموں میں جبریل بھی ہے میں بھی
بس فرق ہے اتنا سا میں در پہ ہوں وہ گھر میں
شبیرؑ سیاست کا وہ قائدِ اعظم ہے
آئین بنا ڈالا عاشور کو دن بھر میں
بے حبِ شہہؑ مرداں توثیق نہیں ہوتی
یوں نام لکھا لیجئے اسلام کے لشکر میں

حیدرؑ نظر آتے ہیں آغوشِ پیمبرؐ میں
تکرارِ تجلّی ہے کعبے کے نئے در میں
قرآن ہے بے معنی عطرت سے جدا ہوکر
جس گھر میں یہ آیا تھا معنی ہیں اسی گھر میں
معراج کی شب اپنے بستر پہ سہی لیکن
باتیں تو علیؑ کی تھیں اللہ و پیمبرؐ میں
اے نجمؔ میں شاعر ہوں سرکارِ امامت کا
نظمیں میری پہنچیں گی دربارِ پیمبرؐ میں

مجلسِ شہ میں میرا برسرِ منبر ہونا
اسکو کہتے ہیں نصیبے کا سکندر ہونا
پہلے سوئے تو کوئی چھاؤں میں تلواروں کی
اتنا آساں تو نہیں نفسِ پیمبرؐ ہونا
اُنکے ایماں پہ بھی شک اِن پہ خدا کا دھوکہ
کس طرح مان لوں دونوں کا برابر ہونا
زخم کھاکر بھی جو قاتل کو پلائے شربت
زیب دیتا ہے اُسے ساقیٔ کوثر ہونا

جسکو درکار ہو دنیا میں ابوذرؓ ہونا
اُسکو لازم ہے غبارِ درِ حیدرؑ ہونا
منزلِ عزمِ حسینی ہے کہاں دور کی بات
پہلے سیکھے تو زمانہ علی اصغرؑ ہونا
غمِ شبیرؑ نے اشکوں کی بڑھادی قیمت
قطرہء آب کو دکھلادیا کوثر ہونا
عمر بھر غیرتِ انساں کو ڈسے گا یہ خیال
بھولتا ہی نہیں زینبؑ کا کُھلے سر ہونا

مجرئی اوج پہ ہے دیدہء گریاں اپنا
ابرِ تر کہتے ہیں جسکو وہ ہے داماں اپنا
دیکھ کر شاہؑ کا سر کہتے تھے رو رو رہگیر
دل ہے شاہؑ تیرے اعجاز پہ قرباں اپنا
جب سے پیدا ہوئے ہم خلق میں کہلائے حسینؑ
اب ہے دنیا میں لقب شاہِ شہیداں اپنا
بیٹا وہ جاتا ہے پہنے ہوئے طوق و زنجیر
کنبہ وہ اونٹوں پہ ہے باسرِ عریاں اپنا

ہند سے رو کے سکینہؑ نے کہا سن بی بی
باپ مارے گئے گھر ہوگیا ویراں اپنا
اے سرِ پاک لقب کیا ہے تیرا نام ہے کیا
دی صدا سر نے کہ پنہاں نہیں رتبہ اپنا
فاطمہؑ ماں ہے علیؑ باپ اور جد وہ ہے
جسکو کہتے ہیں نبیؐ سارے مسلماں اپنا

سلام

متاعِ ذھن جسدن مسلکِ شبیرؑ ہوجائے
لہو کا رنگ بدلے دل نیا تعمیر ہوجائے
حسینیؑ عزم کی منزل ہو ایسا قصدِ منزل ہو
قدم رکھتے ہی جادہ جادہء شبیرؑ ہوجائے
اگر منشائے فطرت خود نہ ہو کیونکر یہ ممکن ہے
کسی کی موت کا غم اور عالمگیر ہوجائے
حسینیؑ بزم میں پہلو بچا کر بیٹھنے والے
خدا ایسا کرے یہ درد دامن گیر ہوجائے

اگر انساں کو عرفانِ غمِ شبیرؑ ہوجائے
شعورِ حریت دنیا میں عالمگیر ہوجائے
سبق لے کربلا سے کر وہ میدانِ عمل پیدا
جہاں ہر اک نفس اک نعرہء تکبیر ہوجائے
حیاتِ جاودانی ہے غمِ شبیرؑ میں مرنا
دھنی قسمت کا ہے جو کشتہء تاثیر ہوجائے
کہاں تک یہ مرّوت نجمؔ اک دن حق کے منکر سے
خدا لگتی کہو جو دل لگ کر تیر ہوجائے

سلام

سانس اکھڑی ظلم کی بدعت کے طوفاں تھم رہے
کیا قدم تھے جو زمینِ کربلا پر جم رہے
کیا حسینی قافلے میں تھا شعورِ زندگی
بڑھ گیا جوشِ عمل جب مرنے والے کم رہے
جسکے دم سے خون میں گرمی ہے نبضوں میں دھمک
کسکی غیرت چاہتی ہے اُسکا ماتم کم رہے
اے مسلماں قتل اور قتلِ حسینؑ ابن علیؑ
حشر تک شاید مزاجِ عافیت پر ہم رہے
آسماں پر دل رہا اور عرشِ اعظم پر دماغ
نجمؔ جب ارضِ نجف پر زیبِ منبر ہم رہے

روحِ شبیری کا پرتو دیکھنا انصار میں
رخ پہ زردی تک نہ آئی دم میں جب تک دم رہے
کہہ رہا ہے اسوہء محنت کشانِ کربلا
عیشِ دنیا چھوڑ کر دنیا میں ہم ہی ہم رہے
اُسوہء شبیر شمع محفلِ اسلام ہے
یہ اجالا جب رہا آگے اندھیرے کم رہے
مے تولا کی پیئے جاتا ہوں سوتے جاگتے
یہ نہیں وہ گردشِ ساغر جو دم بھر دم رہے

سلام

رُخ سمتِ کربلائے معلیٰ اگر نہیں
انسانیت کی اور کوئی رہگزر نہیں
میں ہوں غمِ حسینؑ میں دونوں سے بے نیاز
جینے کی آرزو نہیں مرنے کا ڈر نہیں
اکبرؑ کی موت اُنکی جوانی کو دیکھئے
اک آفتابِ حُسن ہے نیزے پہ سر نہیں

صد شکر مل گیا مجھے در اہلبیتؑ کا
توفیقِ معرفت ہے کہ میں در بدر نہیں
تم کیا کروگے ماتمِ شبیرؑ کا علاج
یہ دردِ دل ہے چارہ گرو دردِ سر نہیں

سلام

مسلماں نے بھلادی داستانِ زندگی اپنی
ذرا صورت دکھادینا حسینؑ ابنِ علیؑ اپنی
یہ تُو ہی تھا کہ برچھی کھینچ لی اکبرؑ کے سینے سے
وہ ابراہیمؑ تھے آنکھوں پہ پٹی باندھ لی اپنی
مٹا کر ذکر کو تیرے یزیدی ذہنیت والے
چھپانا چاہتے ہیں آج تک شرمندگی اپنی

نہیں ملتی تری تمثیل تاریخ دو عالم میں
کہ ایک سجدے میں منوالی خدا سے بندگی اپنی
ضعیفی کا عصا بازو کی قوت دل کی آبادی
خدا کی راہ میں دولت لٹاتا ہے سخی اپنی
تصور میں تیری تصویر اپنے ساتھ لیجاؤں
تیرا روضہ ہو دنیا پر نگاہِ آخری اپنی

آتے ہیں میرے خواب میں مولا کبھی کبھی
میں دیکھتا ہوں طور کا جلوہ کبھی کبھی
اٹھنا محال ہوتا تھا لنگر کے طوق سے
تھک کر جو بیٹھ جاتے ہیں مولا کبھی کبھی

کیا ظالموں کو مل گیا قتلِ حسینؑ سے
میں سوچتا ہوں بیٹھ کے تنہا کبھی کبھی
نہ جانے کس خیال میں کھو جاتی تھیں رباب
خالی جھلانے لگتی تھیں جھولا کبھی کبھی

سلام

اے سلامی جب علیؑ خیشے پیمبرؐ ہوگئے
دین کامل ہوگیا پلے برابر ہوگئے
بابِ خیبر جب اکھاڑا ہوگئے مشکلکشا
دو کیا اژدر کو جب مشہور حیدرؑ ہوگئے
دو کئے گوہر کے جب جبریل نے ہنس کر کہا
اب تو اے حسنینؑ تم دونوں برابر ہوگئے

اسکو کہتے ہیں مقدر یہ خدا کی دین ہے
آگ لینے کو گئے موسیٰ پیمبر ہوگئے
بڑھ کے طوفاں سے بچایا اسطرح سے نوحؑ کو
یا علیؑ تم نوحؑ کی کشتی کے لنگر ہوگئے

سلام

رن میں دو قلب تڑپنے لگے اک تیر کے ساتھ
بازوئے شاہ چھدا گردنِ بے شیرؑ کے ساتھ
اپنے بے شیر کو شبیرؑ بچاتے کیونکر
زمیں لپٹی ہوئی آتی ہے قضا تیر کے ساتھ
کہا صغراؑ نے لینے نہیں آئے اکبرؑ
بھائی شاید تمہیں الفت نہیں ہمشیر کے ساتھ
شہؑ نے عباسؑ کا اک ہاتھ علم پر پایا
دوسرا ہاتھ ملا قبضہء شمشیر کے ساتھ

سلام

سر کے کٹنے پہ بھی زینبؑ سے جدائی نہ ہوئی
بھائی نیزے پہ رہا راہ میں ہمشیر کے ساتھ
کہتی تھیں مادرِ عباسؑ میں شرمندہ ہوں
میرے بازو نہ بندھے شاہؑ کی ہمشیر کے ساتھ
دفن اصغرؑ ہوئے شہؑ جھاڑ کے دامن اٹھے
ماں کی سب ختم مرادیں ہوئیں بے شیر کے ساتھ
شہؑ نے جلتی ہوئی ریتی پہ جو پہلو بدلے
کربلا کروٹیں لینے لگی شبیرؑ کے ساتھ

جو سجدہ ہوتا ہے معراجِ بندگی کیلئے
رسولؐ نے اسے چھوڑا حسینؑ ہی کیلئے
علیؑ ہیں برسرِ پیکر تو کربلا میں حسینؑ
کلیجہ چاہیئے اسلام دوستی کیلئے
حسینیتؑ کے سفر کا جہاں ہوا آغاز
وہیں اجل نے قدم رکھے زندگی کیلئے
گلوئے سبطِ نبیؐ اور شمر کا خنجر
وہ لمحہ ایک قیامت ہے ہر نبیؐ کیلئے

سلام

نبیؐ خدا کیلئے ہے علیؑ نبیؐ کیلئے
نہ ہو یہ ربط تو کوئی نہیں کسی کیلئے
رضائے حیدرؑ و رومالِ فاطمہؑ کی قسم
غمِ حسینؑ عبادت ہے زندگی کیلئے
سلام خانہء زہراؑ تیرے چراغوں پر
بجھے ہیں شمع رسالت کی روشنی کیلئے
ردا بھی سر سے چھنی خیمے بھی جلائے گئے
عجیب وقت ہے زینبؑ کی بے بسی کیلئے

سلام

وہ جس نے جلوہء شبیرؑ تاحیدرؑ نہیں دیکھا
سرِ منظر تو دیکھا ہے پسِ منظر نہیں دیکھا
ماہ و خورشید بھی دیکھے ماہ و خورشید کو لیکن
محمدؐ کے چراغوں سے فروزا تر نہیں دیکھا
تصور ہی سے گریہ ناک ہوجائینگی یہ آنکھیں
کلی کو دیکھ لے جس نے لبِ اصغرؑ نہیں دیکھا

میری خشتہ لئی کو لوگ کیا جانے کہ دنیا نے
ستارے صرف دیکھے ہیں ستارہ گر نہیں دیکھا
حسین ابن علی دنیا نے میدانِ شہادت میں
ہزاروں سر تو دیکھے ہیں تیرا ہمسر نہیں دیکھا

سلام

سلامی کہتے تھے شہ سر کٹائے جسکا جی چاہے
خدا کی راہ کا سودا ہے آئے جسکا جی چاہے
کہا حر نے بلاکر اپنے بیٹے اور برادر کو
میں جاتا ہوں سوئے فردوس آئے جسکا جی چاہے
کہا زینبؑ نے وارث مرگئے گھر لٹ گیا لوگو
ہمیں در در برھنہ سر پھرائے جسکا جی چاہے
طمانچے شمر کے کھا کھا سکینہؑ رورو چلائی
میں بے وارث ہوں میرا دل دکھائے جسکا جی چاہے

گناہگاروں کی بخشش کا وسیلہ بزم ماتم ہے
یہاں بہرِ حسینؑ آنسو بہائے جسکا جی چاہے
کہا اکبر نے بے دینوں شبیہِ مصطفیٰؐ ہوں میں
نشاں اپنے پیمبر کا مٹائے جس کا جی چاہے
کہا شبیرؑ نے پیاسہ ہوں احمد کا نواسہ ہوں
مسلمانوں مجھے پانی پلائے جسکا جی چاہے
طوافِ قبر آقا آبروئے حجِ اکبر ہے
بہار اپنا یہی کعبہ ہے آہے جس کا جی چاہے

ہوئے جو شاہ سے کارِ نمایاں ایسے ہوتے ہیں
تہہِ خنجر کئے سجدے مسلماں ایسے ہوتے ہیں

نبیؐ کا زانوئے اقدس ہے اور دونوں نواسے ہیں
جب ایسی رحل ہوتی ہے تو قرآں ایسے ہوتے ہیں

زمینِ کربلا کا خون بوستانِ محمدؐ کے
بہاریں خلد صدقے ہیں بیاباں ایسے ہوتے ہیں

تلاوت میں سرِ شبیرؑ تھا قاتل کے نیزے پر
جو خود ہی منہ سے بول اٹھتے ہیں قرآں ایسے ہوتے ہیں

جوانی رن سے کہتی آرہی ہے لاشِ قاسمؑ پر
کہ اسلامی جوانمردوں کے ارماں ایسے ہوتے ہیں

ہزاروں سے ترائی چھین لی جب ایک پیاسے نے
لبِ ساحل پکارے مردِ میداں ایسے ہوتے ہیں

گلے پر تیر کھا کر مسکرائے جب علی اصغرؑ
صدا آئی کہ راہِ حق میں قرباں ایسے ہوتے ہیں

سنا کر نجمؔ قصہ کربلا والے شہیدوں کا
مسلمانوں کو سمجھا دو مسلماں ایسے ہوتے ہیں